Zia Tasneem Bilgrami
مضمون نگاری
واحدہ بلگرامی
SIR SAYYAD ACADEMY KARACHI
سرسیّد اکیڈمی
۲۱-بی، اردو بازار- بندر روڈ- کراچی

مضمون نگاری

مع

قواعد

لوئر سیکنڈری کلاسز کے لئے

مس واحدہ بلگرامی
بی اے، بی ایڈ

سرسید اکیڈمی اردو بازار، پی او بکس نمبر ۵۰۵ کراچی
قیمت =/2 روپے فون نمبر: ۷۷۹۹۴

بار اول — اکتوبر ١٩٦٩ء

ناشر — سرسید اکیڈمی

مطبع — جاوید پریس

قیمت

فہرست مضامین

کچھ کتاب سے پہلے

زبان کی عمارت میں جو مصالحے استعمال ہوتے ہیں اُن سے پڑھ لکھ جانے کے باوجود کم تر ہی لوگ واقف ہوتے ہیں۔ اردو ہماری لاکھ مادری زبان سہی لیکن اگر ہم اُس کی بنیاد، بناوٹ اور اجزائے ترکیبی سے واقف نہیں ہیں تو اس زبان میں کچھ لکھنا تو در کنار، صحیح طرح سے بول بھی نہیں سکتے۔ زیر مطالعہ موضوع پر اردو میں اور بھی کتابیں لکھی جا چکی ہیں لیکن میں نے ان سب کو سامنے رکھ کر اور طلبہ کو پڑھانے کے ایک طویل تجربے سے گزرنے کے بعد یہ کتاب مرتّب کی ہے۔ اس میں میں نے اس بات کی کوشش کی ہے کہ اردو زبان کی قواعد (صرف و نحو) خطوط نویسی، حکایت نگاری اور مضمون نویسی کے بارے میں دلچسپ اور قابل قبول معلومات سے بچّے واقف ہو جائیں۔ اس میں کسی بات کو سمجھانے کا طریقہ سیدھا سادا، زبان آسان اور لفظوں اور جملوں کی ساخت دلچسپ اور مفید اختیار کی گئی ہے۔ یہ خودستائی نہیں اظہار حقیقت ہے کہ اگر بچّوں نے اس کتاب میں بتائے ہوئے اصولوں اور مشقوں پر عمل کیا تو انہیں تحریر و تقریر کے فن پر کسی حد تک قدرت ضرور حاصل ہو جائے گی۔

ابتداء میں قواعد اور اس کے بُنیادی اجزاء سے بحث کی گئی ہے۔ اس کے بعد خطوط نگاری اور مضمون نگاری کے طریقے بتائے گئے ہیں خطوط نگاری ہی وہ چیز ہے،

جس سے انسان کا کسی نہ کسی طرح واسطہ ضرور پڑتا ہے اور اس میں انسان کو بے ساختہ اور غیر بناوٹی انداز میں اظہار خیال اور اظہار واقعات کا موقع ملتا ہے۔ اور خطوط نگاری ہی لکھنے پڑھنے کا وہ ضروری جزو ہے جس سے ہر انسان کا اپنی زندگی میں ہمیشہ ہی سابقہ پڑتا ہے۔ اس لئے بچوں کو چاہیے کہ اس کتاب کو نہ صرف پڑھیں، بلکہ اس طرح پڑھیں کہ گویا یہ کتاب ان کی زندگی میں آگے چل کر ہمیشہ راہنمائی کرے گی۔

اگر طلبہ اس کتاب سے فائدہ اٹھا سکے تو میری محنت ٹھکانے لگ جائے گی۔

ورنہ کتابوں کے ذخیرے میں ایک کتاب کا مزید اضافہ ہو جائے گا اور بس۔

مس واحدہ بلگرامی

صَرف و نحو

لفظ اور جُملہ

چوتھی جماعت کے لڑکے جب موئن جو دڑو دیکھ کر واپس آئے، تو ان کے ماسٹر صاحب نے ان سے کہا کہ تم سب الگ الگ موئن جو دڑو پر ایک مضمون لکھو۔

سب لڑکے مضمون کا نام سُن کر بہت پریشان ہو گئے، ماسٹر صاحب نے لڑکوں کی پریشانی کو ان کے چہروں کو دیکھ کر ہی سمجھ لیا، انہوں نے لڑکوں سے پوچھا۔

"تم لوگ مضمون کا نام سُن کر پریشان کیوں ہو گئے؟"

عدنان سب لڑکوں سے زیادہ تیز تھا، اس نے کہا:

"ماسٹر صاحب! یہ مضمون کیا ہوتا ہے، اور کیسے لکھا جاتا ہے؟"

ماسٹر صاحب مُسکرانے لگے، بولے:

"تم نے کام کی بات پوچھی ہے، شاباش۔ ہم تم سے

خوش ہوئے۔ تم نے موئن جودڑو میں جو کچھ دیکھا ہے، اور
ان چیزوں کے بارے میں وہاں کے رہنما نے جو کچھ
تمہیں بتایا ہے وہ تو تمہیں یاد ہی ہوگا؟"

عدنان نے جواب دیا "جی ہاں بہت سی باتیں یاد ہیں
اور کچھ کچھ باتیں یاد نہیں رہیں۔"

ایک دوسرے لڑکے رشید نے افسوس کے ساتھ کہا:
"مجھے تو کچھ بھی یاد نہیں۔"

ماسٹر صاحب نے کہا "کیوں رشید! تمہیں کچھ یاد کیوں
نہیں رہا؟"

ذاکر نے کہا "رشید کو گھر بہت یاد آرہا تھا،
انہوں نے وہاں کی کسی چیز کو غور سے دیکھا ہی نہیں۔"

ماسٹر صاحب نے کہا "ہاں یہ بات بھی صحیح ہے کہ جس
بات کو غور سے نہ سُنا جائے یا غور سے نہ دیکھا جائے، یاد نہیں
رہتی۔ ہم جو کچھ تمہیں بتاتے ہیں یا پڑھاتے ہیں، ضروری ہے
کہ تم سب اسے غور سے سنو اور یاد رکھنے کی کوشش کرو۔"

سب لڑکوں نے ایک آواز میں کہا "اب ہم سب ہر
کام کی بات یاد رکھنے کی کوشش کریں گے۔"

ماسٹر صاحب خوش ہوگئے اور لڑکوں کو شاباش دیتے
ہوئے کہا "شاباش! ہمیں تم سے یہی امید ہے، یاد رکھو

زندگی کے ہر کام کے لئے یادداشت بہت ضروری چیز ہے۔
اب ہم تمہیں مضمون نگاری کی بابت کچھ بتائیں گے۔ لیکن مضمون
نگاری کے بارے میں کچھ بتانے سے پہلے ہم تمہیں بعض ایسی باتیں
بتائیں گے جن کے بغیر مضمون نگاری کا کام ہو ہی نہیں سکتا
کیا تم میں سے کسی نے نورتن چٹنی کھائی ہے کبھی؟"

عدنان نے جلدی سے جواب دیا "جی ہاں ہماری امّی
بڑی اچھی مزیدار نورتن چٹنی بناتی ہیں، ہم نے کھائی ہے
وہ ایسی مزے کی ہوتی ہے کہ جی چاہتا ہے بس کھائے چلے جاؤ۔"

ماسٹر صاحب: یہ چٹنی کتنی چیزوں کو ملا کر تیار کی جاتی ہے؟"

عدنان: معلوم نہیں لیکن اتنا ضرور معلوم ہے کہ بہت
ساری چیزیں اس میں پڑتی ہیں۔"

ماسٹر صاحب: بیشک۔ ایک نورتن چٹنی ہی کیا، کھانے
پینے کی جتنی چیزیں ہوتی ہیں، ان کے بنانے کی ایک ترکیب ہوتی
ہے اور یہ بہت ساری چیزوں کے ترکیب کے ساتھ ملانے سے
ایک مزیدار چیز بن جاتی ہے۔ بالکل یہی حال مضمون نگاری
کا ہے مضمون نگاری کے لئے بھی ایسے مصالحوں کی ضرورت ہوتی
ہے جن کو ترکیب کے ساتھ استعمال کرنے سے مضمون مزے دار
ہو جاتا ہے۔

عدنان: ماسٹر صاحب! مضمون میں کون کون سے مصالحے

پڑتے ہیں؟"

ماسٹر صاحب، عدنان کی سادہ لوحی پر ہنس دیئے، کہنے
لگے "مضمون کی تیاری میں وہ مصالحے نہیں پڑتے، جو اچار
مربوں یا چٹنیوں میں ڈالے جاتے ہیں، بلکہ اس کے مصالحے
دوسرے ہی قسم کے ہوتے ہیں۔"

سب لڑکے ماسٹر صاحب کی باتوں سے بہت دلچسپی
لے رہے تھے، ماسٹر صاحب نے بھی لڑکوں کی دلچسپی کو محسوس
کرلیا اور بتلانے لگے:

"مضمون کی عمارت میں جو مصالحہ استعمال ہوتا ہے اس میں
پہلی چیز زبان ہے، یہ زبان، جو ہم سب بولتے، پڑھتے،
اور لکھتے ہیں۔ کیا تم بتلا سکتے ہو کہ ہماری اس زبان کو کیا
کہتے ہیں؟"

عدنان نے فوراً جواب دیا 'اردو'۔

ماسٹر صاحب: شاباش! اردو ہماری قومی زبان
ہے۔ یہی زبان ہمارے گھروں میں بولی جاتی ہے، یہی زبان
بازاروں میں استعمال ہوتی ہے اور یہی وہ زبان ہے، جسے
ملک کے ہر حصے میں بولا اور سمجھا جاسکتا ہے۔ دنیا کی ہر زبان کی
طرح اردو زبان کی عمارت کی تعمیر میں بھی ترکیبیں کام میں لائی
گئی ہیں۔ اردو زبان کے بھی کچھ اپنے قاعدے ہیں، انہیں قواعد

کہتے ہیں۔ قواعد، قاعدہ کی جمع کو کہتے ہیں۔ جمع کا مطلب ہے بہت
سی یا کئی، یعنی کئی قاعدے۔ جس طرح کسی عمارت کی چھت کو روکنے
کے لئے ستون کھڑے کئے جاتے ہیں، اسی طرح اردو زبان کی عمارت
کی چھت کے لئے قواعد کے دو کھمبے کھڑے کئے گئے ہیں۔ قواعد کے
ان دونوں کھمبوں میں سے ایک کھمبے کا نام ہے **صَرف**، اور
دوسرے کا نام ہے **نحو**۔

صرف اور نحو کے ستونوں میں قواعد کے بہت سے مصالحے
کام میں لائے گئے ہیں۔ ان بہت سے مصالحوں کے نام ابھی تم
یاد نہیں رکھ سکو گے، اس لئے فی الحال ہم تمہیں موٹی موٹی
ضروری باتیں بتلادیں گے۔ پھر اس کے بعد تفصیلی معلومات
تم اپنی اگلی جماعتوں میں پڑھو گے۔

قواعد میں 'صَرف' اُس علم کو کہتے ہیں جس میں الفاظ کی
اُلٹ پلٹ اور تبدیلی کے بارے میں بتایا جاتا ہے۔ صَرف کے
معنی ہی بدلنا کے ہیں اس کا نام صرف اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس
میں لفظوں کی تبدیلی کا بیان ہوتا ہے، اور اس سے فائدہ
یہ ہے کہ اس کے ذریعے صحیح لفظوں کی پہچان ہوجاتی ہے۔
اور نحو میں جملوں کا علم سکھایا جاتا ہے۔ لیکن ہم تمہیں
صرف 'صَرف' کی بابت بتائیں گے۔

اب تم پوچھو گے کہ یہ 'لفظ' کیا ہوتا ہے اور 'جملہ'

کسے کہتے ہیں؟ بیشک 'لفظ' اور 'جملہ' کو سمجھے بغیر تم کچھ سمجھ ہی نہیں سکتے۔

اس کے بعد ماسٹر صاحب نے چاک سے بلیک بورڈ پر لکھنا شروع کر دیا۔

بس ۔ گئی ۔ لڑکا ۔ آیا ۔ خدا ۔ ایک ۔ ہے ۔

پاکستان ۔ ہمارا ۔ وطن ۔ ہے ۔

ماسٹر صاحب نے سمجھاتے ہوئے کہا " دیکھو اس میں بس ۔ گئی ۔ لڑکا ۔ آیا ۔ خدا ۔ ایک ۔ ہے ۔ پاکستان ۔ ہمارا ۔ وطن ہے ۔ یہ سب الگ الگ آوازیں ہیں ۔ جنہیں ہم نے بلیک بورڈ پر لکھا اور اب ہم پڑھ کر اپنی زبان سے ادا کر رہے ہیں ۔ یہ سب لفظ ہیں ۔ انہیں علم قواعد میں لفظ کہا جاتا ہے ، لفظ کے معنی ہیں مُنہ سے پھینکنا ۔ ہم بات چیت کے دوران جو کچھ آواز کی شکل میں منہ سے پھینکتے ہیں انہیں لفظ کہا جاتا ہے ، بہت سے لفظوں کو الفاظ کہتے ہیں ۔ چنانچہ خوب اچھی طرح ذہن میں محفوظ کر لو کہ

لفظ وہ آواز ہے جو آدمی کے منہ سے نکلے جیسے :

ہم ۔ تم ۔ وہ ۔ کہاں ۔ کب ۔ ارے ۔ واہ واہ وغیرہ

لیکن خالی ایک لفظ سے کوئی بات سمجھ میں نہیں آسکتی ۔ ہمیں بات کرنے کے لئے کئی کئی لفظوں کو خاص ترکیب سے

استعمال کرنا پڑتا ہے ، تب کہیں کوئی بات سمجھ میں آتی ہے جیسے

وہ آیا ہے ۔ عدنان پڑھ رہا ہے ۔ نیلوفر نے گھر کا کام کیا ۔ میں تمہیں ماروں گا وغیرہ

اُوپر کے ٹکڑوں میں کئی کئی لفظ استعمال کئے گئے ہیں مثلاً (۱) وہ آیا ہے (۲) عدنان پڑھ رہا تھا (۳) نیلوفر نے گھر کا کام کیا (۴) میں تمہیں ماروں گا ۔ ان میں سے کسی میں تین لفظ استعمال ہوئے ہیں ، کسی میں چار لفظ اور کسی میں پانچ ۔ ان بامعنی لفظوں کے مجموعے کو جملہ یا کلام کہتے ہیں ۔ کلام کے معنی ہیں پوری بات ، اور جملہ کے معنی ہیں بامعنی لفظوں کا مجموعہ ۔ یاد رکھئے :

جملہ لفظوں کے اس مجموعے کو کہتے ہیں جس سے پوری بات سمجھ لی جائے جیسے :

لڑکا آیا ۔ بلی دوڑی ۔ راحت ملا ۔ عدنان نے کتاب پڑھی ۔

سوالات

۱۔ زبان کی عمارت کے ستونوں کے نام لکھئے ۔

۲۔ نیچے لکھے ہوئے ٹکڑوں میں سے الفاظ اور جملوں کو الگ الگ تحریر کیجئے

میں ۔ لاہور ۔ گیا ۔ تھا ۔ عدنان ۔ نے ۔ شرارت ۔ کی ؟

یہ ۔ مکان ۔ کیسا ۔ ہے ۔ میں ۔ بازار ۔ جاؤں گا ۔

۳ ۔ جُملہ کسے کہتے ہیں ؟

۴ ۔ یادداشت کیوں ضروری ہے ؟

۵ ۔ مندرجہ ذیل جُملے کِن کِن لفظوں سے بنے ہیں ؟ انہیں الگ الگ لکھ کر بتائیے :

وہ آئے ۔ یہ کون تھا ؟ ۔ تم نے کھانا کھایا ۔ واحد نے کتاب خریدی ۔ عدنان شریف لڑکا ہے ۔ نیلوفر نیک لڑکی ہے ۔ ہمیشہ سچ بولو ۔ جھوٹ بولنا بُری بات ہے ۔ لڑائی جھگڑا مت کرو ۔ بزرگوں کا حکم مانو ۔ وقت پر اسکول جاؤ ۔ یہ کتاب میری ہے ۔ میں کل ملوں گا ۔ اس کے سر میں درد ہے

۶ ۔ مندرجہ ذیل لفظوں میں جملے بنائیے :

لڑکا ۔ میں ۔ اسکول ۔ ہے ۔ پڑھتا ۔

گردن ۔ کی ۔ لمبی ۔ اونٹ ۔ ہے ۔ ہوتی ۔

بھر ۔ آج ۔ دن ۔ گرمی ۔ سخت ۔ بہت ۔ رہی ۔

نے ۔ رات ۔ میں ۔ کو ۔ کل ۔ بھیانک ۔ خواب ۔ بہت ۔ دیکھا ۔

آنا ۔ کل ۔ ضرور ۔

بلڈنگ ۔ چیف کورٹ ۔ بہت ۔ ہے ۔ شاندار ۔

میں ۔ کو ۔ نہیں ۔ تم ۔ جانتا ۔

ہے ۔ خدا ۔ واحد ۔ ایک ۔ اور ۔

مشق

چاند ۔ نکلا ۔ ہوا ۔ چلی ۔ کلی ۔ کِھلی ۔ میں ۔ نہیں ۔ پھنسا ۔ یہ کتاب ۔ کس ۔ کی ۔ ہے ۔ اسکول ۔ کھلا ۔ دفتر ۔ بند ۔ ہوا ۔ قلم ۔ کارآمد ۔ اور ۔ مفید ۔ چیز ۔ ہے ۔ یہ سب لفظ ہیں ۔

چاند نکلا ۔ ہوا چلی ۔ کلی کِھلی ۔ میں نہیں پھنسا ۔ یہ کتاب کس کی ہے ۔ اسکول کھُلا ۔ دفتر بند ہوا ۔ قلم کارآمد اور مفید چیز ہے ۔ یہ سب جملے ہیں ۔

خوب اچھی طرح یاد رکھیے کہ منہ سے نکلنے والی آواز یا تو لفظ ہوگی یا جملہ ۔

لفظ : منہ سے نکلنے والی ایک آواز اور

جُملہ : ترتیب سے نکلنے والے بامعنی الفاظ کے مجموعے کو جملہ کہتے ہیں ۔

لفظ کی قسمیں

○

کلمہ — اور — مہمل

ماسٹر صاحب نے لڑکوں سے کہا "میرے بچو! کھیل کود سے بچو۔ پڑھنے وڑھنے میں دل لگاؤ۔ کتاب وتاب کی فکر نہ کرو۔ اِمتحان ومتحان کی تیاری کرو۔ میں کل وَل کو تمہارا امتحان لوں گا۔"

عدنان نے دریافت کیا "ماسٹر صاحب! یہ کھیل میں کود۔ پڑھنے میں وَڑھنے۔ کتاب میں وِتاب۔ اِمتحان میں وِمتحان، اور کل میں وَل لگانے کا آخر کیا مطلب ہے؟ اور کیا ان کے بھی کوئی معنی ہیں؟"

ماسٹر صاحب نے آگے بڑھ کر عدنان کی پیٹھ ٹھونکی، اور کہا "شاباش! تم نے آج بڑے کام کی بات پوچھی ہے اس کے لئے میں تم کو بہت تفصیل سے بتاؤں گا۔ لیکن میری شرط یہی ہے کہ تم سب، جو کچھ میرے منہ سے سنو، اس کو اچھی

طرح یاد رکھنے کی کوشش ضرور کرو۔ سب لڑکوں نے یاد رکھنے کا وعدہ کیا۔ ماسٹر صاحب فرمانے لگے:

بچو! تم پیچھے پڑھ آئے ہو کہ لفظ اور جملہ کسے کہتے ہیں؟ اور ان کا کام کیا ہوتا ہے؟ تمہیں یہ بھی بتایا جا چکا ہے کہ ان دونوں کے یہ نام کیوں رکھے گئے؟ اب ہم تمہیں لفظ کی قسموں کے بارے میں بھی کچھ بتائیں گے۔

مندرجہ بالا جملوں میں کھیل کے ساتھ کود، پڑھنے کے ساتھ وڑھنے، کتاب کے ساتھ وتاب، امتحان کے ساتھ ومتحان، اور کل کے ساتھ ول لگا ہوا ہے۔ یہ لفظ ہی کی ایک قسم ہے۔ لیکن اس کے کوئی معنی نہیں ہوتے۔ اس بے معنی لفظ کو قواعد کے علم میں مہمل کہتے ہیں۔ مگر جن لفظوں کے کچھ معنی ہوتے ہیں انہیں قواعد کے علم میں کلمہ کہتے ہیں۔ چنانچہ یاد رکھئے کہ کلمہ کے معنی بات کے ہیں۔ یعنی اکیلی معنی دار بات، اور مہمل کے معنی ہیں چھوڑا ہوا، بے معنی۔

کلمہ وہ لفظ ہے جس کے کچھ معنی ہوں جیسے مٹی۔ پانی۔ پتھر۔ ریت۔ گرمی۔ سردی۔ برسات وغیرہ۔

مہمل اس لفظ کو کہتے ہیں جس کے کوئی معنی نہ ہوں جیسے وٹی۔ وانی۔ وتھر۔ دیت۔ ورمی۔ وردی اور ورسات وغیرہ۔

نیچے ایک کہانی لکھی جا رہی ہے، اس کی خالی جگہوں کو
صحیح الفاظ لکھ کر کہانی کو پورا کیجئے۔ اور پھر اپنی مضمون نگاری
کی کاپی پر پوری کہانی نقل کیجئے۔ خالی جگہوں کے الفاظ
کہانی کے نیچے بے ترتیب لکھ دیئے گئے ہیں، وہاں سے چُن کر
اُن کی صحیح جگہ پر لکھ دیجئے۔

ظلم کی امانت

کسی —— حاکم نے کسی نیک اور شریف —— کے
سر پر شرارت سے —— مار کر —— کر دیا۔ اُس غریب
آدمی میں —— لینے کی طاقت نہ تھی۔ اُس نے پتّھر ——
اپنے پاس رکھ لیا۔

کچھ —— بعد جب —— نے ظالم —— کو ناراض
ہو کر —— خانہ میں ڈال دیا، تو اس —— کی خبر ——
کو بھی ہو گئی۔ وہ اسی پتھر کو لے کر جیل —— کی طرف چل دیا
اور وہاں —— کر ظالم حاکم کے —— پر —— مارا۔

مجبور ظالم پتھر کی —— سے بلبلا اٹھا اور —— کر کہا
او ظالم! تو نے مجھ —— اور مجبور کا سر پتّھر سے کیوں
توڑ دیا؟

مظلوم نے —— دیا "او جی —— ذرا پہچانیئے تو

یہ وہی پتھر ہے جو فلاں —— کو تم نے مجھ بے گناہ کو کھینچ
مارا تھا"۔

ظالم نے کہا "پھر اتنے —— تم کہاں رہے؟"

مظلوم نے جواب "میں تھا تو —— مگر تیری
—— سے ڈرتا تھا۔ لیکن اب جو میں نے یہ ——
کہ تجھ پر بادشاہ کا —— نازل ہوا ہے اور تجھ میں
حاکم —— کا وہ —— نہیں رہا تو بدلہ لینے کی
—— ہوئی اور اس طرح وہ —— جو تم نے
میرے —— کی تھی، میں نے پوری دیانت
اور —— داری سے تمہارے حوالے کر رہا ہوں۔

الفاظ جن سے خالی جگہ پُر کیجائیگی

ظالم۔ آدمی۔ پتّھر۔ زخمی۔ بدلہ۔ اٹھا کر۔ مدّت۔
بادشاہ۔ حاکم۔ قید۔ بات۔ مظلوم۔ خانہ۔ پہنچ۔
سر۔ کھینچ۔ چوٹ۔ تڑپ۔ بے گناہ۔ جواب۔ حضرت۔
تاریخ۔ دنوں۔ یہیں۔ طاقت۔ سُنا۔ عتاب۔ پنے۔
زور۔ جراءت۔ امانت۔ سپرد۔ داری۔ ایمان۔

سُوالات

۱۔ لفظ کی کتنی قسمیں ہوتی ہیں؟

۲۔ مہمل کی تعریف کیجئے۔

۳۔ کلمہ کسے کہتے ہیں ؟

۴۔ مندرجہ ذیل میں سے مہمل اور کلمہ کو الگ کیجئے۔

ظالم ۔ وادشاہ ۔ مظلوم ۔ بدلہ ۔ والم ۔ غریب ۔ وَدلہ
داکم ۔ شریف ۔ نیک ۔ وظلوم ۔ ویک ۔ امانت ۔ وریف
پتھر ۔ ناراض ۔ جیل ۔ واراض ۔ ویل ۔ وتھر ۔ ومانت

۵۔ مندرجہ ذیل کلمے اور مہمل کو اس طرح ترتیب سے لکھئے کہ جو مہمل جس کلمہ کا ہو، صحیح ترتیب کے ساتھ آجائے۔

بات ۔ دھوپ ۔ دوڑ ۔ چیت ۔ سَر ۔ گر ۔ وَر ۔ پڑ ۔
قید ۔ چوٹ ۔ تڑپ ۔ تاریخ ۔ خانہ ۔ ووٹ ۔ واریخ
وید ۔ دانہ ۔ وڑپ ۔

۶۔ جملے درست کیجئے :

تھا ، میں گیا ، بازار
ہنسی ۔ کی اُڑاؤ ، دوسروں مت ۔
مفید اور ایجاد عمدہ بڑی ٹیلیویژن ہے ۔
ہمارا ملک میدان کے سائنس میں بھی ترقی بڑی ہے کر رہا ۔
تھے یہ صاحب کون ؟
لاہور ۔ شمال میں سے کراچی ہے ۔
ایک حصہ ہے پاکستان ہی کشمیر کا ۔

پاکستانی سپاہیوں کی کرلی ہے تسلیم پوری دنیا نے بہادری ۔
ہے صاف بالکل میرا دل ۔
ڈالو منہ میں گریبان اپنے ۔
کردو پاک سے کینے کو سینے اپنے تم ۔
ہے پائی جاتی کشیدگی آج کل دُنیا پوری میں ۔

۷۔ اپنی مضمون نگاری کی کاپی میں پانچ ایسے جملے لکھو جن میں مہمل موجود ہوں ۔

مشق

کلمہ : لڑکا ۔ کتاب ۔ سردی ۔ گھوڑا ۔ بارش ۔ سچ ۔ پنسل ۔
دوات ۔ چھیڑ ۔ دھوم ۔ بکری ۔ گائے ۔ پلنگ ۔
چادر ۔ میز ۔

مہمل : وڑکا ۔ وتاب ۔ وردی ۔ ووڑا ۔ وارش ۔ وچ ۔ ونسل
ووات ۔ چھاڑ ۔ دھام ۔ وکری ۔ ولنگ ۔ وادر ۔ ویز

کلمہ کی قسمیں

۱ اِسم ۲ فِعل ۳ حرف

بگلا بھگت

ایک بگلا کسی تالاب کے کنارے رہا کرتا تھا ۔ وہ
جب تک جوان رہا مچھلیوں کو شکار کر کے کھاتا رہا لیکن
جب بوڑھا ہو گیا اور شکار کرنے کی طاقت نہ رہی تو اپنے
دل میں کہنے لگا کہ افسوس اپنی عمر یوں ہی شکار میں بسر کر دی
اور کوئی ایسا کام نہ کیا جو بڑھاپے میں کام آتا ۔ زندگی تو گزارنا
ہی ہے ، بہتر ہے کہ اب حِیلے سے کام چلاؤں ۔

اپنے دل میں یہ سوچ کر مکّاری سے روتا ہوا تالاب
کے کنارے جا بیٹھا ۔ اُس طرف سے کسی کیکڑے کا گزر ہوا ،
اُس نے بگلے سے رونے کی وجہ معلوم کی تو بگلا بولا ۔ بھائی

کیکڑے ! تم تو جانتے ہی ہو کہ میری گزر بسر اسی تالاب کی مچھلیوں
پر ہے ۔ جب ضرورت ہوتی ایک آدھ مچھلی پکڑ کر کھا لیتا ، اس
سے میرا پیٹ بھی بھر جاتا اور تالاب میں مچھلیاں بھی کم نہ ہوتیں ،
لیکن آج سے یہ امید بھی ختم ہو گئی ۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے اِدھر
سے دو مچھیرے گزرے تھے ۔ تالاب کی مچھلیوں کو دیکھ کر ان
میں سے ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ اس تالاب میں مچھلیاں
بہت ہیں انہیں پکڑنا چاہئے ۔ لیکن دوسرے نے کہا کہ پہلے
فلاں تالاب کی مچھلیاں پکڑ لو ۔ بعد میں اس تالاب کی پکڑنا ۔
اگر مچھیروں نے سچ مچ اس تالاب کی مچھلیوں کو پکڑ لیا تو اپنی زندگی
کس پر گزرے گی ، بس اِسی کو سوچ سوچ کر روتا ہوں ۔

کیکڑے نے بگلے کی بات سُن کر مچھلیوں کو خبردار کر دیا ،
مچھلیاں گھبرا گئیں اور بدحواس ہو کر مچھیروں سے بچنے کی تدبیریں
سوچنے لگیں لیکن پریشانی میں کچھ سوجھتا نہ تھا ، آخر کار کیکڑے
سے کہا کہ جس ہمدرد نے ہمیں خطرے سے خبردار کیا ہے اُس سے
اِس مصیبت سے بچنے کی تدبیر بھی پوچھنی چاہئے ۔

چنانچہ مچھلیوں نے کیکڑے کے ذریعہ بگلے سے مشورہ لیا
کہ اب ہمیں مچھیروں سے بچنے کے لئے کیا کرنا چاہئے ۔

چنانچہ مچھلیوں نے کیکڑے کے ذریعہ بگلے سے مشورہ لیا کہ
اب ہمیں مچھیروں سے بچنے کے لئے کیا کرنا چاہئے ؟

بگلے نے جواب دیا کہ یہاں سے تھوڑی دُور پر گھنے درختوں
کے بیچ میں ایک ایسا تالاب ہے کہ آدمی تو آدمی جانور تک
اس سے بے خبر ہیں۔ لیکن وہاں تک پہنچنے کا راستہ سیدھا سادا
نہیں ہے۔ راستے میں خطرہ بہت ہے اگر تم سب یکبارگی وہاں
جانا چاہو تو نہ جاسکوگی اور مجھ میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ تم سے
کسی قسم کا وعدہ کروں اس لئے جو کچھ کرنا ہے اپنے آپ کرو۔

مچھلیوں نے اس کی خوشامد شروع کردی، کہ نہیں، تمہیں
تو ہماری مدد کرنا ہی پڑے گی، اور آخر یہ طے پایا کہ بگلا روزانہ
کئی کئی مچھلیاں اٹھا کر نئے تالاب تک پہنچادیا کرے گا۔

اس کے بعد بگلا ہر روز صبح کئی مچھلیوں کو ایک ٹیلے پر لے
جاتا اور چٹ کرجاتا اور پھر واپس آکر دوسری مچھلیوں کو لے جانے
کی تیاری کرتا۔ ہر مچھلی دوسری مچھلی سے پہلے نکل بھاگنے کی فکر میں
جلدی کرتی، اور بگلا ان کے انجام پر آنسو بہانے لگتا۔ مچھلیاں
یہ سمجھتیں کہ بگلا ان کی مصیبت پر رو رہا ہے۔

کچھ دنوں بعد کیکڑے نے بھی نئے تالاب میں جانے کا ارادہ کیا
بگلا دل میں بہت خوش ہوا اور دل سوچا کہ یہی اپنا سب سے
بڑا دشمن ہے، اس کو بھی اس کے یاروں کے پاس پہنچانا چاہیئے۔
چنانچہ کیکڑے کو اپنی گردن پر بٹھا کر بگلا اس ٹیلے کی طرف اڑ چلا۔
اتفاق کی بات کہ کیکڑے نے دور ہی سے مچھلیوں کی ہڈیوں کے ڈھیر

کو دیکھ لیا اور فوراً بگلے کے مکر سے آگاہ ہوگیا۔ اس نے دل میں
سوچا کہ اس سے بچنے کی کیا ترکیب کرنی چاہیئے؟ کیکڑے کی سمجھ
میں بس ایک ہی بات آئی اس نے بگلے کی گردن جکڑلی اور اس کے
بازو اور گلے میں چمٹ گیا۔ بگلا بوڑھا تو تھا ہی۔ کیکڑے کے اس
حملہ سے بے قابو ہوگیا اور زمین پر گر کر مر گیا۔

کیکڑے نے بگلے کی مکاری اور مچھلیوں کے مارے جانے کی
خبر جب تالاب کی زندہ مچھلیوں کو سنائی تو وہ سب زور زور
سے رونے چلانے لگیں لیکن جب انہیں دشمن بگلے کی موت کا
خیال آیا تو ان کے دلوں کو ذرا تسلی ہوئی۔

اوپر کی کہانی میں بہت سی جگہوں پر چیزوں کے نام بھی
آئے ہیں، اور ان چیزوں کے کام بھی، اور ان دونوں کے بیچ
میں کچھ ایسے الفاظ آئے ہیں جن کا کوئی مطلب نہیں لیکن کسی چیز
کے نام اور اس کے کام کو ملانے کے لئے ان کا استعمال بہت ضروری
ہے۔ اگر ان الفاظ کو کسی چیز کے نام اور کام کے بیچ سے نکال دیا
جائے تو بات سمجھ میں نہیں آسکتی۔

قواعد میں کسی چیز کے نام کو "اسم" کہتے ہیں اور کسی چیز
کے کام کو "فعل" کہتے ہیں اور جو لفظ ان دونوں کو آپس میں ملاکر
معنی پیدا کرتا ہے اسے "حرف" کہتے ہیں، جیسے:

بگلا۔ تالاب۔ کنارہ۔ جوان۔ مچھلیاں۔ بوڑھا۔ دل۔

عمر اور زندگی وغیرہ ۔ یہ سارے اسم ہیں اور 'رہا کرتا تھا'، کھاتا رہا ۔ ہوگیا ۔ بسر کرنا ۔ گزارنا ۔ جاننا ۔ کھانا ، یہ سارے فعل ہیں ۔ اسم اور فعل کو ملانے کے لئے 'کے ، سے ، کو، ہیں تک ، کی اور پر' کا جگہ جگہ استعمال ہوا ہے ۔ یہ سب 'حرف' کہلاتے ہیں ۔

مثال کے طور پر نیچے کے جملوں پر غور کرو :۔

۱۔ درختوں کے بیچ میں تالاب ہے ۔
۲۔ مچھلیوں کو ایک ٹیلے پر لے جاتا ۔
۳۔ اُس کو دوستوں کے پاس پہنچا دوں ۔
۴۔ کیکڑے کو گردن پر بٹھایا ۔
۵۔ بگلا مچھلیوں کے انجام پر آنسو بہاتا ۔
۶۔ مچھلیوں کو اٹھا کر نئے تالاب تک پہنچا دیا کرے گا ۔
۷۔ مچھلیوں نے بگلے سے مشورہ کیا ۔

اوپر کے پہلے جملے میں درختوں ، بیچ اور تالاب اسم ہیں اور ان کو آپس میں 'کے' اور 'میں' کے ذریعہ ملا دیا گیا ہے ۔ یہ 'کے' اور 'میں' حرف ہیں اور 'ہے' فعل ہے ۔

اسی طرح دوسرے جملے میں :

'مچھلیوں' اور 'ٹیلے' اسم ہیں ۔
'کو' اور 'پر' حرف ہیں ۔

'لے جاتا' فعل ہے ۔

تیسرے جملے میں :

' اُس اور دوستوں' اسم ہیں ۔
' کو اور کے' حرف ہیں ۔
' پہنچا دوں' فعل ہے ۔

چوتھے جملے میں :

'کیکڑے اور گردن' اسم ہیں ۔
'کو اور پر' حرف ہیں ۔
'بٹھایا' فعل ہے ۔

پانچویں جملے میں :

بگلا ۔ مچھلیوں ۔ انجام اور آنسو اسم ہیں ۔
'کے اور پر' حرف ہیں ۔
'بہاتا' فعل ہے ۔

چھٹے جملے میں :

'مچھلیوں اور تالاب' اسم ہیں ۔
'کو اور تک' حرف ہیں ۔
'اٹھا کر اور پہنچا دیا کرے گا' فعل ہیں ۔

ساتویں جملے میں :

مچھلیوں ۔ بگلے اور مشورہ اسم ہیں ۔

'نے اور سے' حرف ہیں۔

'کیا' فعل ہے۔

یاد رکھئے:

اسم: اس کلمہ کو کہتے ہیں جو کسی شخص، جگہ یا چیز کا نام ہو۔ اُوپر کی مثالوں میں اچھی طرح اسم کی تعریف اور مطلب کو سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے؟ مثال کے طور پر کچھ اور اسم لکھے جا رہے ہیں۔

احمد۔ لاہور۔ میز۔ کراچی۔ طوطا۔ کرسی اور صوفہ۔ یہ سارے اسم ہیں۔

فعل: وہ کلمہ ہے جس سے کسی کام کا کرنا یا ہونا پایا جائے جیسے ذاکر آیا۔ محمود بیٹھا۔ کتاب پڑھو۔ میز گری۔

ان میں خط کشیدہ الفاظ فعل ہیں۔

حرف: اُس کلمہ کو کہتے ہیں، جس کے تنہا کوئی معنی نہ ہوں لیکن جب یہ دوسرے لفظ کے ساتھ بولے جائیں تو اس کے معنی سمجھ میں آجائیں۔

میں، سے، تک، پر، نے، کو، کے، کا، و بھی اگر، مگر، لیکن، تو اور کیونکہ وغیرہ حرف ہیں۔

سُوالات

۱۔ پانچ سبزیوں کے نام لکھئے۔

۲۔ پانچ پرندوں کے نام لکھئے۔

۳۔ اسم کی تعریف کیجئے۔

۴۔ فعل کسے کہتے ہیں؟

۵۔ حرف' کی تعریف کیجئے اور مثالیں دے کر سمجھائیے۔

۶۔ کہانی 'بگلا بھگت' میں سے اسم، حرف اور فعل الگ الگ اپنی مضمون نگاری کی کاپی میں نقل کیجئے۔

۷۔ مندرجہ ذیل کے جمع لکھئے:

بگلا۔ مچھلی۔ بات۔ کام۔ چپ۔ رات۔ نام۔ حرف
انسان۔ بوڑھا۔ شکار۔ مچھیرے۔ کیکڑا۔ تدبیر۔ زندگی
ٹیلہ۔ صبح۔ آنسو۔ ترکیب۔ تدبیر۔

۸۔ 'بگلا بھگت' کو کتاب میں دیکھے بغیر اپنے لفظوں میں مضمون نگاری کی کاپی میں لکھئے۔

گزرا ہوا کل ، آج ، اور آنے والا کل

(زمانہ)

اس دُنیا میں آج تک جو کچھ ہو چکا ہے یا ہو رہا ہے اور یا ہوتا رہے گا اس کی تین ہی حالتیں ہوتی ہیں۔

اوّل تو یہ کہ بات ختم ہو چکی ہو یا دوئم یہ کہ ہو رہی ہو اور سوم یہ کہ ہونیوالی ہو کسی کام کے کرنے یا ہونے میں یہی تینوں وقت آتے ہیں۔ انہیں قواعد کی اصطلاح میں زمانہ کہا جاتا ہے۔ زمانہ ہمیشہ فعل ہی میں پایا جاتا ہے اور فعل کے بغیر نہ تو بات سمجھ میں آسکتی ہے اور نہ اس کے بغیر بات کی جا سکتی ہے، جیسے نیچے کے جملوں پر غور کیجئے:

۱۔ عدنان نے محمود کو اپنے والد کا لکھا ہوا خط دکھایا تھا۔

۲۔ عدنان خط پڑھ رہا ہے۔

۳۔ نیلوفر اسکول جائے گی۔

نمبر ا میں 'لکھا ہوا' اور 'دکھایا تھا' سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ خط لکھنے اور دکھلانے کا کام پہلے ہی ہو چکا ہے اور کام کو

کئے ہوئے کچھ وقت گزر چکا ہے۔ قواعد کی اصطلاح میں زمانہ یا وقت کی ایسی حالت کو جو گزر چکی ہو **ماضی** کہتے ہیں۔ ماضی کے معنی ہی گزرے ہوئے کے ہیں۔ چنانچہ

ماضی اس فعل کو کہتے ہیں جس میں گزرا ہوا زمانہ یا وقت پایا جائے

نمبر ۲ میں 'عدنان خط پڑھ رہا ہے' سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خط کے پڑھنے کا کام ابھی ختم نہیں ہوا جاری ہے، ایسے زمانے یا وقت کو جس میں کام ختم نہ ہوا ہو اور کام ہونے کا سلسلہ جاری ہو **حال** کہتے ہیں یعنی

حال اس فعل کو کہتے ہیں جس میں موجودہ زمانہ یا وقت پایا جائے۔

نمبر ۳ میں "نیلوفر اسکول جائے گی" کا یہ مطلب ہے کہ نیلوفر ابھی اسکول گئی نہیں ہے بلکہ جانے والی ہے۔ گویا اسکول جانے کا کام آنے والے وقت میں کسی لمحہ ہو جائے گا 'جائے گی' میں آنے والا وقت یا زمانہ چھپا ہوا ہے، قواعد کی زبان میں آنے والے زمانے یا وقت کو **مستقبل** کہتے ہیں مستقبل کے معنی ہیں آنیوالے زمانہ کے ہیں۔ چنانچہ یاد رکھئے:

مُستقبل اُس زمانے کو کہتے ہیں جس میں کام کے ہونے یا کرنے کا آئندہ وقت یا زمانہ پایا جائے۔ مستقبل کے معنی ہی آنے والے وقت یا زمانے کے ہیں۔

بات چیت ہو یا مضمون نگاری، خط وکتابت ہو یا تقریر کا
فن، فعل اور زمانہ بہت ضروری ہیں۔ ان کے بغیر یا ان کے غلط
استعمال سے جملوں کا مطلب کچھ سے کچھ ہو جائے گا۔

مندرجہ ذیل جملوں میں ماضی، حال اور مستقبل موجود ہیں۔ آپ
انہیں الگ کیجئے اور اپنی مضمون نگاری کی کاپی میں ایک صفحہ پر تین
خانے بنا کر ان میں سے ایک میں لکھئے ماضی، دوسرے میں لکھئے حال،
اور تیسرے میں مستقبل لکھ دیجئے، اور پھر نیچے جو فعل جس خانے سے
تعلق رکھتا ہو اسے اسی کے خانے میں لکھ دیجئے۔

اسکول بند ہو گیا۔
لڑکے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔
لڑکیاں بس اسٹینڈ پر کھڑی ہیں۔
میں تمہارے گھر کل ضرور آؤں گا۔
جب تم آؤ گے تو میں ساتھ چلا چلوں گا۔
ہوائی جہاز اُڑ رہا ہے۔
ماسٹر صاحب سبق پڑھا رہے ہیں۔
پانچ بج چکے۔ کھیل ختم ہو گیا۔
عابد کے چوٹ لگ گئی، وہ رو رہا ہے۔
لڑکیوں نے کہہ دیا ہے کہ ہم شرارت نہیں کریں گے۔
وہ لوگ جو آئے تھے، اب چلے جائیں گے۔

عدنان اسکول سے آیا اور کھانا وانا کھا کر پھر پڑھنے
بیٹھ گیا۔
ضیاء نے آپا بی کو بلایا ہے۔
آپا بی نے کہلوایا ہے کہ میں شام کو ضرور آؤں گی۔

اِعادہ

نیچے کی کہانی میں مہمل، حرف، اسم، فعل، ماضی،
حال اور مستقبل موجود ہیں۔ کہانی کو بہت غور سے پڑھئے، اور
اپنی مضمون نگاری کی کاپی پر الگ الگ خانے بنا کر کہانی سے
چُن کر لکھئے۔

نجُومی

ایک دن ایک بے وقوف اپنے دوستوں وستوں میں
بیٹھا ہوا، باتیں کر رہا تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا،
میں بہت بڑا نجومی ہوں، لیکن میری ماں مجھ سے بھی بڑی
نجومی ہے۔

اُس کے دوستوں نے پوچھا، تم کو یہ بات کس طرح
معلوم ہو گئی؟

بے وقوف نے جواب دیا "جب آسمان پر بادل چھا

چھاتے ہیں تو میں کہہ دیتا ہوں کہ پانی وانی آج برسے گا لیکن میری ماں کہتی ہے کہ نہیں، آج بارش وارش نہیں ہوگی" اور پھر یہی ہوتا ہے کہ یا تو بارش ہو جاتی ہے اور یا نہیں ہوتی۔

میں نے اس بے وقوف نجومی کی بات ابھی ابھی سُنی ہے اور مجھے اس کی بات پر ہنسی آ رہی ہے۔ میں دل ہی دل میں ہنس رہا ہوں۔ میں اس بے وقوف نجومی سے ضرور ملوں گا، اور اس سے اس کی بے وقوفی کی اور بہت سی باتیں سنوں گا، وہ بے وقوف مجھے روزانہ ملتا ہے۔ کبھی کسی دُکان پر سودا سلف لیتے ہوئے، کبھی کھیل کود کے میدان میں، کبھی لوگوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہیں کام کاج کرتے ہوئے۔

یہ بے وقوف ہے تو دَھان پَان مگر اس کے رنگ ڈھنگ اور آن بان کا جواب نہیں لیکن جب وہ میلے کچیلے کپڑے پہن کر لوگوں کے آمنے سامنے آکر بیٹھتا ہے اور لوگوں کو اپنا رعب داب دکھاتا ہے تو لوگ خوب اچھی طرح اس کا مذاق اڑاتے ہیں اور وہ بے وقوف رونا دھونا شروع کر دیتا ہے۔

سُوَالات

۱۔ زمانہ کی کتنی قسمیں ہوتی ہیں ؟

۲۔ آنے والے زمانے کو کیا کہتے ہیں ؟

۳۔ آیا۔ گیا۔ بیٹھا۔ رویا۔ لکھا پڑھا۔ زمانہ کی کس قسم سے تعلق رکھتے ہیں ؟

۴۔ مندرجہ ذیل جملوں کی غلطیاں دور کیجئے :

میرا مکان اور اسکول سامنے آمنے ہے۔

محمود اور حامد میں جھونک نوک ہوگئی۔

دُکاندار اپنا سودا باچ بیچ اپنے گھر چلا گیا۔

شکیل دھرتا کرتا کچھ نہیں۔ خولی خالی باتیں بناتا رہتا ہے۔

بچّوں کو بھی موٹے چھوٹے کام اپنے ہاتھ سے کرنا چاہیے۔

غریب آدمی جھوٹے موٹے کپڑوں ہی میں مست رہتا ہے۔

۵۔ مندرجہ ذیل لفظوں کو اپنے جملوں میں استعمال کیجئے :

آؤں گا کھاتا ہے گا رہے ہیں بیٹھ گیا

آ رہے ہیں دوڑتا ہے لکھنے لگا ہنس رہا تھا

اُٹھ رہے ہیں

مشق

ماضی : لکھا۔ پڑھا۔ کھایا۔ پیا۔ لیا۔ دیا۔ اٹھا۔ بیٹھا۔

جاتا تھا ۔ آیا تھا ۔ گیا تھا ۔ ملا تھا ۔ جا چکا ۔ پہنچ گیا ۔
کھا گیا ۔ پی گیا ۔

حال ۔ آتا ہے ۔ دوڑا ہے ۔ چلا ہے ۔ جاتا ہے ۔ سنتا ہے
کہتا ہے ۔ کھیلتا ہے ۔ کودتا ہے ۔ آیا ہے ۔
اٹھا ہے ۔ لیا ہے ۔ پیا ہے ۔ کھایا ہے ۔ سنا ہے

مستقبل ؛ کہے گا ۔ ہنسے گا ۔ دوڑے گا ۔ آئے گا ۔
روئے گا ۔ لکھے گا ۔ پڑھے گا ۔ جائے گا ۔
پہنچے گا ۔ ملے گا ۔

اِسم

١ ۔ بناوٹ کے اعتبار سے : مَصدر ۔ مشتق ۔ جامد

٢ ۔ معنی کے اعتبار سے : مَعرفہ ۔ نکرہ

یہ تو تمہیں معلوم ہی ہو چکا ہے کہ اسم کسی چیز، شخص یا جگہ کے نام کو کہتے ہیں لیکن اسم کی تعریف اتنی سی بات پر ہی نہیں ختم ہو جاتی ۔ اس کی چند اور قسمیں بھی ہیں ۔ اس کی تین قسمیں تو بناوٹ کے اعتبار سے ہوتی ہیں اور دو قسمیں معنی کے اعتبار سے تم حیران ہو کر پوچھو گے کہ یہ بناوٹ اور معنی کا آخر کیا مطلب ہے ؟ اب ہم تمہیں انہی دونوں کے بارے میں بتائیں گے ۔

اسم کی قسمیں ، بناوٹ کے اعتبار سے

بناوٹ کے لحاظ سے اسم کی تین قسمیں ہیں :

١ ۔ اسم مصدر ٢ ۔ اسم مشتق

٣ ۔ اسم جامد

مندرجہ ذیل لفظوں کو غور سے پڑھو اور ان پر بار بار
غور کرو:

مصدر : پڑھنا   مشتق : پڑھنے والا
" : لکھنا   " : لکھنے والا
" : چلنا   " : چلنے والا
" : مچلنا   " : مچلنے والا

اوپر کے نمبر ۱ اور نمبر ۲، دونوں لفظوں پر غور کرو تو معلوم
ہوگا کہ لکھنا، پڑھنا، چلنا اور مچلنا چند کام ہیں، جن میں ذرا سی
تبدیلی کر کے 'والا' کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ اور اس ذرا سی
تبدیلی سے ان کا مطلب کچھ سے کچھ ہوگیا ہے۔ قواعد کی اصطلاح
میں پڑھنا، لکھنا، چلنا اور مچلنا اسم مصدر کہلاتے ہیں۔
مصدر کے معنی ہیں نکلنے کی جگہ کے۔ چنانچہ اس نکلنے کی جگہ یعنی
پڑھنا سے پڑھنے والا، لکھنا سے لکھنے والا، چلنا سے چلنے والا،
اور مچلنا سے مچلنے والا، بنا لیا گیا۔ اسم کی یہ دوسری قسم مشتق
کہلاتی ہے مشتق کے معنی ہیں نکلا ہوا۔

ایک مرتبہ پھر غور سے سمجھ لیجئے کہ جن کلموں سے دوسرے
کلمے بنتے ہیں انہیں مصدر کہتے ہیں، اور ان کلموں سے جو کلمے بنتے
ہیں انہیں مشتق کہتے ہیں۔

جامد: پہاڑ۔ دریا۔ کھیت۔ باغ۔ چڑیا۔ مرغی وغیرہ

اوپر لکھے ہوئے سارے کلمے اس قسم کے اسم ہیں جو نہ تو کسی
کلمے سے بنتے ہیں اور نہ ان سے کوئی اور کلمہ بنتا ہے۔ اس قسم کے اسم
کو اسم جامد کہتے ہیں۔ جامد کے معنی ہیں جما ہوا۔
چنانچہ یاد رکھئے کہ بناوٹ کے اعتبار سے اسم کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ مصدر : اُس اسم کو کہتے ہیں جس سے اور کلمے بنتے ہیں جیسے
دوڑنا۔ بھاگنا۔ لکھنا۔ پڑھنا۔ ڈرنا وغیرہ۔

۲۔ مشتق : اُس اسم کو کہتے ہیں جو اسم مصدر سے بنا ہو جیسے:
دوڑنا سے دوڑنے والا۔ بھاگنا سے بھاگنے والا
لکھنا سے لکھنے والا۔ پڑھنا سے پڑھنے والا، اور
ڈرنا سے ڈرنے والا وغیرہ

۳۔ جامد : اُس اسم کو کہتے ہیں جو نہ تو خود کسی کلمہ سے بنا ہو،
اور نہ اس سے کوئی کلمہ بن سکے جیسے:
پہاڑ۔ دریا۔ درخت۔ مرغ۔ بطخ وغیرہ

اسم کی قسمیں معنی کے اعتبار سے

۱۔ اسم معرفہ   ۲۔ اسم نکرہ

۱۔ معرفہ : عدنان لاہور گیا۔ نیلوفر قرآن پاک پڑھتی ہے
لیاقت علی خاں پاکستان کے پہلے وزیر اعظم تھے۔

اُوپر دیئے ہوئے جملوں کو غور سے پڑھو تو معلوم ہوگا کہ ان میں عدنان

لاہور۔ نیلوفر۔ قرآن پاک۔ لیاقت علی خاں اور پاکستان
خاص نام ہیں، اور یہ ایسے خاص نام ہیں جن میں سے بعض سے
سبھی واقف ہوں گے، اور بعض سے کچھ نہ کچھ ضرور واقف ہوں گے
چنانچہ ایسے تمام خاص نام جو جانے پہچانے ہوں قواعد میں اسم
معرفہ کہلاتے ہیں۔ معرفہ کے معنی ہیں پہچانا ہوا۔ علم میں آیا ہوا
چنانچہ یاد رکھیئے کہ:

۱۔ معرفہ: اُس اسم کو کہتے ہیں جس سے کوئی خاص شخص، خاص چیز یا
خاص جگہ سمجھی جائے جیسے:
عدنان۔ نیلوفر۔ لاہور۔ قرآن پاک۔ لیاقت علی خاں
اور پاکستان وغیرہ۔

۲۔ نکرہ: آدمی چلا گیا۔ لڑکا آیا۔ دریا بہتا ہے۔ مکان بنے گا۔
اوپر کے جملوں کو غور سے پڑھو تو معلوم ہوگا کہ آدمی۔ لڑکا۔
دریا اور مکان ایسے اسم ہیں جن سے کسی خصوصیت یا تعارف کا
اظہار نہیں ہوتا ہے۔ لڑکا کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ دریا لیکن
کون سا دریا؟ آدمی، کون آدمی؟ اسی طرح مکان۔ لیکن
سوال پیدا ہوتا ہے کہ کون سا مکان؟
چنانچہ یاد رکھیئے کہ:
نکرہ اس اسم کو کہتے ہیں جس سے کوئی خاص شخص، جگہ یا چیز نہ سمجھی جائے
جیسے: آدمی۔ لڑکا۔ دریا، اور مکان وغیرہ

اُونٹ

ایک مثل مشہور ہے کہ اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کَل
سیدھی؟ لیکن اونٹ بے چارہ کیا بتلائے گا کہ اس کی کون سی کل
سیدھی ہے۔ اس کی کوئی کل سیدھی ہو یا نہ ہو لیکن یہ خود بہت
سیدھا ہوتا ہے۔ یہ بے چارہ کئی کئی دن تک بغیر کھائے پیئے
گزر کر لیتا ہے۔

چوپائے دو قسم کے پائے جاتے ہیں۔ ایک تو اہلی اور دوسرے
وحشی۔ اہلی ان جانوروں کو کہتے ہیں جو پرورش کرنے سے انسان
کے ساتھ پیار محبت سے رہنے لگتے ہیں۔ اہلی جانوروں میں گھوڑا،
بیل۔ کتا اور اونٹ بہت مشہور ہیں، اور وحشی ان جانوروں
کو کہتے ہیں جو اپنی زندگی جنگل میں گزارتے ہیں اور آدمی کی شکل
سے بیزار ہوتے ہیں ان میں نیل گائے اور ارنا بھینسا بہت مشہور ہیں

اہلی جانوروں میں اونٹ کا کوئی جواب نہیں۔ اس کے سُم
چوڑے چپٹے اور نرم گدگدے ہوتے ہیں۔ اس کی لمبی گردن، اونچی
ٹانگوں اور مضبوط پسلیوں وغیرہ سے صاف یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ
اسے خدا نے سواری اور بار برداری کے لئے بنایا ہے۔ عرب
اور افریقہ جیسے ریگستانی علاقوں میں اونٹ کو رحمت الٰہی مانا جاتا
ہے۔ وہاں کے لوگ اونٹ کے بالوں سے کپڑا بُنتے ہیں اور رسّی بناتے

ہیں۔ اس کی کھال سے اپنے خیمے اور فرش تیار کرتے ہیں۔ اس کے گوشت اور دودھ سے اپنا پیٹ بھرتے ہیں۔

اونٹ اپنے مالک کے اشاروں کو خوب سمجھتا ہے۔ جب اس کا مالک اس کو بیٹھنے کا اشارہ کرتا ہے تو یہ فوراً بیٹھ جاتا ہے، اور اپنی پیٹھ پر بوجھ لدواتا ہے، لیکن اگر غلطی سے مالک اس کی پیٹھ پر زیادہ بوجھ لاد دیتا ہے تو یہ اپنے مالک کو اس کی زیادتی سے آگاہ کرنے کے لئے بڑبڑاتا اور شور وغل مچا دیتا ہے۔

کراچی میں اونٹ گاڑیوں میں جوتا جاتا ہے اور اس سے بار برداری کا کام لیا جاتا ہے، یہاں کے بعض مقامی لوگ ان اونٹ گاڑیوں کو شادی بیاہ کی تقریبوں میں بھی کام میں لاتے ہیں۔

اونٹ اپنی پیٹھ پر اچھا خاصا بوجھ لاد کر دن بھر میں کوئی تیس میل طے کر لیتا ہے لیکن اگر اس کی پیٹھ پر صرف ایک سوار ہو تو پھر یہ ایک دن میں تقریباً سو میل تک طے کر لیتا ہے۔

اونٹ چلنے میں جھولتا ہے جس سے اس کی بعض سواریوں کو متلی ہونے لگتی ہے۔ سمندری جہاز میں بھی سفر کے دوران اسی قسم کی متلی ہونے لگتی ہے۔ شاید اسی لئے لوگ اسے "صحرا کا جہاز" کہتے ہیں۔

سُوالات

۱۔ اُوپر کے سبق میں سے اسم جامد، اسم مصدر، اسم معرفہ اور اسم نکرہ الگ کر کے اپنی کاپی میں لکھئے۔

۲۔ اسم مشتق کی تعریف کیجئے اور مثالیں دے کر سمجھایئے۔

۳۔ معنی کے لحاظ سے اسم کی کتنی قسمیں ہوتی ہیں؟

۴۔ "نکرہ" کسے کہتے ہیں؟

۵۔ احمد۔ محمود۔ عدنان۔ پہاڑ۔ موتی۔ پنکھا۔ نیلوفر۔ چائے۔ دودھ میں سے کون کس اسم سے تعلق رکھتا ہے؟

۶۔ پھرنا۔ گھومنا۔ مرنا۔ آنا۔ جانا، اسم مصدر سے اسم مشتق بنایئے۔

۷۔ اسم معرفہ کی تعریف کیجئے، اور اپنی مضمون نگاری کی کاپی میں دس اسم معرفہ لکھئے۔

۸۔ مصدر، مشتق اور جامد کے معنی لکھئے۔

۹۔ دوڑنے والا۔ کھانے والا۔ چکھنے والا۔ لڑنے والا۔ سوچنے والا سونے والا، اسم مشتق ہیں ان کے مصدر تحریر کیجئے۔

مشق

۱۔ میز۔ کرسی۔ چٹائی۔ پلنگ اور روٹی وغیرہ اسم جامد ہیں۔
پڑھنا۔ لکھنا۔ چلنا۔ پھرنا۔ دوڑنا۔ بھاگنا وغیرہ اسم مصدر ہیں

لیکن ایک ضروری بات خاص طور پر ذہن میں رکھئے کہ کسی کلمہ کے آخر میں 'نا' کے لگنے سے یہ ضروری نہیں ہوتا کہ اس سے اسم مشتق بنالیا جائے، کیونکہ نانا، تانا بانا وغیرہ ایسے اسم ہیں جن میں 'والا' لگانے سے اسم مشتق نہیں بن سکتا۔

کراچی۔ ڈھاکہ۔ لاہور۔ ناظم آباد۔ عدنان۔ رجب علی۔ مسعود علی وغیرہ اسم معرفہ ہیں،

چھت۔ مکان۔ سڑک۔ پلنگ وغیرہ نکرہ ہیں۔

اپنی کاپی میں اپنے طور پر ان تمام اسموں کو سوچ سوچ کر لکھئے اور بالآخر آپ کو ان پر عبور ہو جائے گا۔

ایک یا ایک سے زیادہ

واحد —— جمع

نیچے کے جملوں پر غور کرو۔ دیکھو کیسے بُرے لگتے ہیں:

۱۔ نیلوفر کی جماعت میں چالیس لڑکی پڑھتی ہیں۔
۲۔ عدنان کے اسکول میں تقریباً آٹھ سو لڑکا پڑھتے ہیں۔
۳۔ ریاض کی صرف ایک بہنیں ہیں۔
۴۔ واجد کے پاس کہانی کی ایک کتابیں ہیں۔
۵۔ محمود کا مرغے اذان دیتا ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان جملوں میں وہ کون سی خرابی ہے جس سے یہ بُرے لگتے ہیں۔ ذرا سا غور کرنے سے ہر جملہ کا عیب سمجھ میں آجائے گا۔

دیکھو پہلے جملہ میں 'چالیس لڑکی' آیا ہے۔ ظاہر ہے کہ لفظ لڑکی سے ہمیشہ ایک ہی لڑکی سمجھا جائے گا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ جب جملہ نمبر ۱ میں لڑکی ایک نہیں ہے بلکہ چالیس ہیں تو یہاں پر لڑکی کو لڑکیاں کہا جائیگا۔ کیونکہ قواعد کے اعتبار سے جب کوئی چیز ایک

سے زیادہ ہو تو اس کی جمع بنا لیتے ہیں۔ اور اگر چیز ایک ہی
ہو تو اس کو قواعد کی اصطلاح میں واحد کہا جائے گا۔ واحد کے
معنی ہیں ایک۔

جملہ نمبر۲ میں لڑکوں کی تعداد آٹھ سو بیان کی گئی ہے،
ظاہر ہے کہ آٹھ سو کے ساتھ واحد کلمہ "لڑکا" نہیں استعمال کیا
جائے گا۔ اگر کوئی استعمال بھی کرے گا تو اسے غلط مانا جائے گا۔
چنانچہ آٹھ سو لڑکا غلط ہے۔ آٹھ سو لڑکے ہونا چاہیئے۔

جملہ نمبر۳ میں، ریاض کی ایک بہن کو، ایک بہنیں کہا گیا
ہے۔ لفظ بہنیں ہمیشہ ایک سے زیادہ بہنوں کے لئے استعمال
کیا جائے گا لیکن صرف ایک کے لئے جیسے 'واحد' کہا جاتا ہے۔ لفظ
'بہن' بولا جائے گا۔ ایک بہنیں غلط ہے، ایک بہن درست ہے۔

جملہ نمبر۴ میں بھی اسی قسم کی غلطی ہے: کہانی کی ایک کتابیں'
کا فقرہ سن کر سننے والا چونک پڑے گا، اور دل میں سوچے گا کہ
بولنے والے نے بولنے میں ضرور غلطی کی ہے، یا تو واحد کے پاس
کہانی کی ایک کتابیں ہے" نہیں ہے بلکہ اس کی جگہ کہانی کی ایک
کتاب ہے" کہنا صحیح ہوگا۔

اسی طرح جملہ نمبر۵ میں "محمود کا مرغ اذان دیتا ہے" صحیح
جملہ ہوگا "اذان دیتا ہے" کے ساتھ مرغے کا استعمال غلط ہے۔
کیونکہ مرغے کا مطلب ہے کئی مرغے اور "اذان دیتا ہے" کا

مطلب یہ ہے کہ اذان دینے والا ایک ہی مرغ ہے۔ اگر بولنے یا
لکھنے کے دوران واحد اور جمع کا اچھی طرح خیال نہ رکھا جائے تو
جملے نہ تو صحیح لکھے جا سکتے ہیں اور نہ صحیح بولے جا سکتے ہیں۔

جمع کے سلسلہ میں یہ قاعدہ یاد رکھنا بہت ضروری ہے کہ مختلف
قسم کی کئی چیزیں جمع نہیں کہلا سکتیں۔ بلکہ ایک ہی قسم کی کئی چیزیں
جمع کہلائیں گی۔

چنانچہ یاد رکھئے کہ

واحد اس لفظ کو کہتے ہیں جس سے ایک ہی چیز سمجھی جائے، جیسے:
بکری۔ لڑکی۔ لڑکا۔ بہن۔ بلی اور کتا وغیرہ

جمع اس لفظ کو کہتے ہیں جس سے ایک ہی قسم کی کئی چیزیں سمجھی جائیں
جیسے بکریاں۔ لڑکیاں۔ لڑکے۔ بھینسیں۔ بلیاں۔ اور
کتے وغیرہ۔

جمع کی عام علامتیں

جمع کی عام علامتیں تین ہیں:

نمبر۱ 'ے'، نمبر۲ 'اں'، اور نمبر۳ 'یں'،

نمبر۱ 'ے': لڑکا سے لڑکے۔ بیٹا سے بیٹے۔ گھوڑا سے گھوڑے
مرغا سے مرغے۔ گدھا سے گدھے۔ کوّا سے کوّے
خربوزہ سے خربوزے۔ بکرا سے بکرے۔

نمبر ۲ : ں / اں : لڑکی سے لڑکیاں۔ بکری سے بکریاں۔ بیٹی سے بیٹیاں۔ گھوڑی سے گھوڑیاں۔ مرغی سے مرغیاں۔ بلّی سے بلّیاں۔ لکڑی سے لکڑیاں۔

نمبر ۳ : یں / ں : عورت سے عورتیں۔ کتاب سے کتابیں۔ دوات سے دواتیں۔ پنسل سے پنسلیں۔ بھیڑ سے بھیڑیں بھینس سے بھینسیں۔

لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اسم واحد میں جمع فعل لگا کر واحد کو جمع بنا لیا جاتا ہے۔ جیسے نیچے لکھے ہوئے جملوں میں اسی طریقہ کو اختیار کیا گیا ہے۔

مکان بن رہا ہے	مکان بن رہے ہیں
آدمی آیا	آدمی آئے
پھل خریدا	پھل خریدے
پھل گرا	پھل گرے
درخت لگا	درخت لگے
سر جھکا	سر جھکے
دانت ٹوٹا	دانت ٹوٹے
کان کٹ گیا	کان کٹ گئے

سوالات

۱۔ نیچے لکھے ہوئے لفظوں میں واحد اور جمع کو پہچان کر الگ کیجیے:
گائے۔ چڑیاں۔ کوا۔ پتّے۔ پنسل۔ دوات
مرغیاں۔ مکانات۔ الماریاں۔ کرسیاں۔ میز۔ ہاتھ۔ پیر

۲۔ جمع کی علامتیں عام طور پر کتنی اور کون کون سی ہوتی ہیں؟

۳۔ واحد کے معنی کیا ہیں؟

۴۔ پانچ ایسے اسم تلاش کیجیے جو واحد اور جمع میں یکساں استعمال کیے جاتے ہوں، اور ان میں محض فعل جمع لگا دینے سے اسم بھی جمع بن جاتا ہو۔

۵۔ اگر ایک لڑکی۔ ایک لڑکا۔ ایک بکری۔ ایک بلّی اور ایک گائے کسی جگہ موجود ہوں تو انہیں کیا کہا جائے گا۔ جمع یا واحد؟

۶۔ جمع کی تعریف کیجیے اور چند مثالیں دے کر سمجھائیے۔

مشق

دوائیں۔ صوفے۔ کرسیاں۔ میزیں۔ چوکیاں۔ سڑکیں۔ دکانیں۔ مٹھائیاں۔ دروازے۔ اینٹیں۔ گلیاں۔ یہ سب جمع ہیں۔

دوات۔ صوفہ۔ کرسی۔ میز۔ چوکی۔ سڑک۔ دکان۔ مٹھائی۔ دروازہ۔ اینٹ۔ گلی۔ یہ سب واحد ہیں۔ یاد رکھیے کہ واحد کا مطلب ہے ایک چیز اور جمع کا مطلب ہے ایک ہی طرح کی کئی چیزیں۔

مرد اور عورت

مذکّر ——— مؤنّث

"کل محمود بازار جاتی تھی۔ راستہ میں اس کا بہن فوزیہ
مل گیا۔ محمود بولی، تم ہماری ساتھ بازار چلو۔ میں
سودا سلف خریدوں گی۔ تم کو بھی چیز دلاؤں گی۔
فوزیہ بولا۔ نہیں میں بازار نہیں جاؤں گا، میری سر میں
درد ہوتی ہے۔"

اوپر کی عبارت پڑھ کر ہنسی آئی یا نہیں؟ ضرور آئی ہوگی۔ کیوں؟
اس لئے کہ محمود مرد ہے۔ لیکن اس کی بات چیت میں جو لفظ استعمال
کئے گئے ہیں۔ انہیں عورتیں استعمال کرتی ہیں۔ اسی طرح فوزیہ عورت
ہے لیکن اس کے لئے جو الفاظ برتے گئے ہیں وہ مردوں کے لئے
استعمال کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ بولنے۔ لکھنے اور پڑھنے
کے دوران اس بات کا بھی پوری طرح خیال رکھنا چاہئے کہ مرد کی
گفتگو میں زبان کے وہی الفاظ استعمال کئے جائیں جو مردوں کے

لئے مقرر ہیں۔ اسی طرح عورت کی بات چیت میں ایک عورت کو وہی
الفاظ برتنے چاہئیں جو زبان میں عورتوں کے لئے مقرر ہو چکے ہیں
اگر الفاظ کو استعمال کرنے کے لئے نَر اور مادّہ کا خیال نہ رکھا
جائے تو انسان سے بڑی بڑی ہنسنے ہنسانے والی غلطیاں سرزد
ہو جائیں، اسی لئے قواعد کا پڑھنا بہت ضروری قرار دیا گیا ہے
ذرا سوچو تو کہ اگر کسی جلسہ میں اوپر کے جملے تقریر کے دوران ادا
کر دیئے جائیں تو پورے مجمع پر کیسی ہنسی کی کیفیت طاری ہو جائے
گی۔ اور بولنے والے کو متفقہ طور پر لوگ جاہل اور ان پڑھ سمجھنے پر
مجبور ہو جائیں گے۔ اس بات کے پیش نظر زبان کے ماہرین
نے قواعد رکھی ہے۔

جس طرح انسانوں میں عورت اور مرد ہوتے ہیں اسی طرح
ہر جاندار اور بے جان میں نر اور مادّہ مانے گئے ہیں۔ ان کے
پہچاننے کا ایسا کوئی حتمی پیمانہ نہیں جس کے ذریعے کسی لفظ کی جنس
معلوم کر لی جائے۔

لیکن پھر بھی قواعد کے ماہرین نے کچھ قاعدے وضع کر دیئے
ہیں، جن سے اچھی طرح ان کا علم ہو جاتا ہے، جیسے نیچے کے جملوں
پر غور کرو:

بکرا بہت شاندار ہوتا ہے۔ بکری دودھ دیتی ہے
بیل تیز دوڑتا ہے۔ گائے بہت سیدھی ہوتی ہے

ہرن چھلانگیں لگاتا ہے ۔ ہرنی چوکڑیاں بھرتی ہے
اونٹ بڑا صابر جانور ہوتا ہے ۔
اونٹنی اپنے بچوں سے بہت محبت کرتی ہے ۔

اس میں بکرا ۔ بیل ۔ ہرن اور اونٹ مذکر ہیں ۔ اور بکری ۔
گائے ۔ ہرنی اور اونٹنی مؤنث ہیں ۔ عموماً جن کے آخر میں
الف ہوتا ہے وہ مذکر ہوتے ہیں ، اور جن کے آخر میں ' ی '
ہوتی ہے وہ مؤنث ہوتے ہیں جیسے :

لڑکا ۔ گدھا ۔ گھوڑا ۔ بھینسا ، بیٹا اور نانا وغیرہ مذکر ہیں
اور لڑکی ۔ گدھی ۔ گھوڑی ۔ بیٹی اور نانی مؤنث ہیں

چنانچہ یاد رکھئے کہ

مذکر اُس لفظ کو کہتے ہیں جس سے نر سمجھا جائے جیسے بیٹا ۔
لڑکا ۔ گھوڑا وغیرہ اور

مؤنث اس لفظ کو کہتے ہیں جس سے مادہ سمجھی جائے جیسے
بیٹی ۔ لڑکی ۔ گھوڑی وغیرہ

قابل توجہ : لیکن بعض ایسے الفاظ بھی ہیں جن کے آخر میں الف
ہوتا ہے اور وہ مؤنث ہیں جیسے کتیا ۔ لٹیا ۔ حیا ۔ وفا ۔
جفا اور بندریا وغیرہ ۔

اور اسی طرح بعض ایسے الفاظ ہیں جن کے آخر میں ' ی '
ہوتی ہے مگر وہ مذکر ہوتے ہیں جیسے پانی ۔ بھائی اور ہاتھی وغیرہ

جس طرح ہر جاندار اور بے جان میں نر اور مادہ مان لئے
گئے ہیں اسی طرح (فعل) میں بھی نر اور مادہ ہوتے ہیں ۔ اسم مذکر
کے ساتھ ہمیشہ فعل مذکر استعمال ہوگا ۔ اور اسم مؤنث کے ساتھ
فعل مؤنث استعمال ہوگا ۔ جیسے عدنان آیا ۔ نیلوفر گئی ۔ پانی میٹھا
ہے ۔ کھیر پھیکی ہے ۔ ہاتھی سب سے بڑا جانور ہوتا ہے ۔ چیونٹی بہت
چھوٹی ہوتی ہے فعل میں جس طرح نر اور مادہ ہوتے ہیں ۔ اسی
طرح واحد اور جمع بھی ہوتے ہیں ۔ اگر مذکر جمع ہے تو اس کے ساتھ
فعل بھی جمع ہی استعمال ہوگا ۔ اسی طرح اگر مؤنث جمع ہے تو اس
کے ساتھ فعل بھی جمع استعمال ہوگا جیسے لڑکے پڑھ رہے ہیں لڑکیاں
پڑھ رہی ہیں ۔ گھوڑے دوڑ رہے ہیں ۔ گھوڑیاں دوڑ رہی ہیں ۔
کیکڑے رینگ رہے ہیں ۔ مچھلیاں تیر رہی ہیں ۔ عورتیں گا رہی ہیں ۔

نیچے لکھے ہوئے جملوں کو فعل لگا کر پورا کیجئے :

۱- ہرن چوکڑی بھر ______
۲- مینڈک پھُدک ______
۳- گدھے رینگ ______
۴- ہاتھیوں کا غول کا غول چنگھاڑ ______
۵- پتنگیں اُڑ ______
۶- بسیں دوڑ ______
۷- آسمان پر کئی ہوائی جہاز اُڑ ______

۸۔ کالجوں کی چھٹیاں ختم ہو ______

۹۔ اسکولوں میں امتحانات شروع ہو ______

اسی طرح نیچے لکھے ہوئے جملوں کے آگے ان کی ضد اسم مؤنث کے ساتھ جملے بنا کر لکھئے:

۱۔ خالو بہت اچھے ہیں ۱۔ ______

۲۔ والد صاحب نے مجھے ایک روپیہ دیا۔ ۲۔ ______ ______

۳۔ چچا حج کے لئے تشریف لے گئے۔ ۳۔ ______ ______

۴۔ ملازم نے گھر کی صفائی کی ۴۔ ______

۵۔ لڑکے بہت شوق سے پڑھتے ہیں۔ ۵۔ ______ ______

۶۔ بھائی جان نے ایک کتاب خریدی۔ ۶۔ ______ ______

۷۔ ماموں سخت غصّہ ور آدمی ہیں۔ ۷۔ ______ ______

۸۔ میرا نوکر بہت کام چور ہے۔ ۸۔ ______ ______

نیچے کے جملوں میں فعل غلط استعمال کئے گئے ہیں ان کے سامنے کی جگہ پر صحیح فعل لگا کر درست کر دیجئے:

۱۔ میرا دوست بہت اچھی ہے ______

۲۔ محنت کرنے سے آدمی ترقی کر جاتی ہے ______

۳۔ گئی وقت پھر ہاتھ آتی نہیں ______

۴۔ نو بجے تک بازاریں کھُل جاتی ہیں ______

۵۔ سچ بولنا ثواب کے کام ہیں ______

۶۔ چُستی اور پھُرتی صحت کی نشانی ہوتا ہے۔ ______ ______

۷۔ ہمارے بھائیوں نے ہماری بہت ساتھ دی۔ ______ ______

۸۔ خدا کی احسان ماننے ضروری ہے ______

۹۔ کراچی بڑی شاندار شہر سمجھی جاتی ہے۔ ______ ______

۱۰۔ لاہور کی بھی جواب نہیں ______

۱۱۔ ہمارا ماں نے ہم کو بہت ڈانٹی ______ ______

۱۲۔ ماسٹر صاحب بہت اچھی پڑھاتی ہے۔ ______ ______

سوالات

۱۔ مؤنث کی تعریف کیجئے۔

۲۔ مذکر کی ضد بتائیے۔

۳۔ اگر جمع اسم مؤنث ہو تو اس کے لئے کیسا فعل استعمال ہوگا ؟

۴۔ نیچے لکھے ہوئے مذکروں کی مؤنث بنائیے :

خالو ۔ ماموں ۔ چچا ۔ نانا ۔ دادا ۔ بھائی ۔ دوست ۔
ہاتھی ۔ اونٹ ۔ کتا ۔ ریچھ ۔ چیونٹا ۔ بندر ۔ شیر ۔ کمرہ ۔
جوتا ۔ مرد ۔ جوگی ۔ چمار ۔ کہار ۔ بھنگی ۔ مہتر ۔ استاد
طلبا ۔ لڑکے ۔ بیٹا ۔ پوتا ۔ نواسا ۔ بھانجا ۔ بھتیجا ۔
شوہر ۔ بادشاہ ۔ شہزادہ ۔ ڈوم ۔ میراثی ۔

۵۔ مؤنث کے مذکر لکھئے :

رات ۔ پڑوسن ۔ خانم ۔ لڑکی ۔ خادمہ ۔ بیچاری ۔ دلہن ۔
کنجڑن ۔ ہرنی ۔ ناگن ۔ بندی ۔ گوالن ۔ کبوتری ۔ حجن ۔
چودھرن ۔ مغلانی ۔ شیخانی ۔ پٹھانی ۔ سیدانی ۔ جٹھانی ۔

۶۔ مندرجہ ذیل میں سے مذکر اور مؤنث الگ الگ کیجئے :

طالبات ۔ درجہ ۔ جماعت ۔ اسکول ۔ کالج ۔ یونی ورسٹی ۔
دیوار ۔ مکان ۔ پھاٹک ۔ گلیاں ۔ سڑکیں ۔ شہر ۔ قصبہ ۔
گاؤں ۔ محلہ ۔

مشق

مذکر اسم کے ساتھ مذکر فعل ، اور مؤنث اسم کے ساتھ مؤنث فعل استعمال کیا جائے گا جیسے کہ :

میں آتا ہوں ۔ میں جاؤں گا ۔ تم ڈرتے نہیں ہو ۔ اس صندوق میں کیا بھر رکھا ہے ۔ دل گھبرا رہا ہے ۔ طبیعت سنبھل گئی ۔ دکانیں کھل گئیں ۔ بینک کا وقت ختم ہوگیا ۔ سورج ڈوب گیا ۔ چاند نکل آیا ۔ شفق پھوٹ رہی ہے ۔ اُفق پر کالی کالی بدلیاں چھا گئی ہیں ۔ بادل گھر گھر کر آرہے ہیں ۔

اُوپر کے خط کشیدہ جملے صیغۂ تانیث و مؤنث سے تعلق رکھتے ہیں ۔
اچھی طرح یاد رکھئے کہ :

مؤنث کے معنی ہیں مادہ یعنی عورت اور
مذکر کے معنی ہیں نر یعنی مرد

ضمیر

○

اِسم کا بدل

کل محمود ملا تھا۔ محمود کے سر میں درد تھا۔ اس لئے محمود کے سر میں رومال بندھا تھا۔ اور محمود کی ناک بھی سُرخ ہو رہی تھی۔ کیونکہ محمود کو نزلہ تھا۔

اوپر کی عبارت کو غور سے پڑھو اور دیکھو محمود، محمود کی تکرار نے اس عبارت کو کتنا بدمزہ کر دیا ہے۔ زبان اور قواعد کے ماہرین نے جملوں کے اس عیب کو دور کرنے کے لئے اسموں کا ضمیر مقرر کر لیا ہے۔ اگر ان ناموں کی جگہ ان کے ضمیر استعمال کئے جائیں تو اس سے جملے کی قدر و قیمت میں اضافہ ہو جائے گا، اور روانی پیدا ہو جائے گی۔ اب اس عبارت کو نیچے ایک بار پھر غور سے پڑھو اور دیکھو کہ ان دونوں عبارتوں میں کتنا فرق پیدا ہو گیا ہے۔

کل محمود ملا تھا۔ اُس کے سر میں درد تھا۔ اس لئے اُس کے

سر میں رومال بندھا تھا اور اس کی ناک بھی سُرخ ہو رہی تھی کیونکہ اس کو نزلہ ہو گیا تھا۔

دیکھو اس عبارت میں محمود کی جگہ 'اُس' کا اشارہ استعمال ہوا ہے۔ اس قسم کے اشارے اسم کی جگہ استعمال کئے جاتے ہیں۔ یہ ضمیر کہلاتے ہیں۔ یاد رکھئے کہ

ضمیر اس مختصر کلمے کو کہتے ہیں جو کسی اسم کے بدلے میں بولا جائے جیسے:

میں آیا۔ تم گئے۔ وہ ملے۔ یہ کون ہے؟
ہم جائیں گے۔ آپ پڑھیں گے وغیرہ

ضمیر کی بھی تین قسمیں ہوتی ہیں:۔

۱۔ ضمیر متکلّم ۲۔ ضمیر حاضر ۳۔ ضمیر غائب

ضمیر متکلّم: عدنان کہتا ہے، میں اپنے کام خود کروں گا۔ میری کتابیں اور کاپیاں جو میز پر رکھی ہیں، میرے بیگ میں رکھ دو۔ مجھ کو اسکول جانا ہے۔

خط کشیدہ لفظوں پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ میں۔ میری۔ میرے اور مجھ کو عدنان نے اپنے لئے استعمال کئے ہیں۔ اور یہ اس طرح استعمال کئے ہیں کہ اس سے عدنان کی بات کرنے کی حالت کا اندازہ ہوتا ہے۔ یعنی ان جملوں میں عدنان اپنی بابت بات کر کے کچھ بتلا رہا ہے اس ضمیر کو ضمیر متکلّم کہتے ہیں۔ چنانچہ یاد رکھئے کہ:

ضمیر متکلّم، اس ضمیر کو کہتے ہیں جو بات کرنے والے کے بدلے میں
بولا جائے۔ متکلم کے معنی ہیں بات کرنے والا۔ جیسے:

میں۔ ہم۔ مجھ۔ میرا۔ میری۔ مجھے وغیرہ؛

ضمیر مخاطب یا حاضر: تم کہاں گئے تھے؟ تو بہت شریر ہے
تجھکو کوئی کتاب نہ دوں گا۔ تیری گھڑی بند ہے۔
تجھے کس بات کی فکر؟ آپ میری بات مان لیجئے۔
جناب کہاں سے تشریف لا رہے ہیں؟

دیکھو جن لفظوں کے نیچے سطریں کھینچدی گئی ہیں وہ مختلف
سامنے موجود حضرات کے لئے بولے گئے ہیں۔ ہر جملہ ہمیں یہ بتلاتا ہے۔
کہ اس میں جو بات کی گئی ہے، ان کا سننے والا یا مخاطب سامنے ہی موجود
ہے چنانچہ ایسے تمام ضمیر جو سامنے موجود حضرات کے لئے استعمال کئے
جائیں۔ ضمیر حاضر کہلاتے ہیں۔ حاضر کے معنی ہی موجود کے ہیں۔
چنانچہ یاد رکھئے کہ:

ضمیر حاضر اس ضمیر کو کہتے ہیں، جو سامنے موجود شخص یا اشخاص کے
نام کی جگہ استعمال کیا جائے جیسے:

نیلوفر نے عدنان سے کہا۔ تم بہت شریر ہو گئے ہو۔ تمہیں
شرارتیں کم کر دینا چاہئیں۔ اگر تیری شرارتوں کا یہی عالم رہا تو ایک
نہ ایک دن تو ضرور کوئی نقصان اٹھائے گا۔ عدنان نے جواب دیا
میں آپ کا کہنا مانوں گا۔ اور آئندہ ہم دونوں ایک ساتھ کھیلیں گے

ہمارا تمہارا اٹھنا بیٹھنا ایک ساتھ ہو۔ تمہیں اس بارے میں میرا
ساتھ دینا پڑے گا۔

ضمیر غائب: وہ کہتے تھے، اُن کے قول و فعل کا کوئی اعتبار نہیں
انہیں آج ضرور ملنا چاہئے تھا۔ آج کل اس کا کیسا حال ہے؟

خطِ کشیدہ الفاظ کسی ایسے شخص یا اشخاص کے لئے استعمال ہوئے
ہیں جو سامنے نہیں ہیں۔ اور یہ ان کے لئے ان کی عدم موجودگی
میں استعمال کئے گئے ہیں چنانچہ ایسے تمام اسم جو کسی غائب
شخص یا اشخاص کے لئے استعمال ہوں ضمیر غائب کہلاتے ہیں۔
یاد رکھئے کہ:

ضمیر غائب اس ضمیر کو کہتے ہیں جو کسی غائب شخص یا
اشخاص یا شے یا اشیاء کے بدلے میں استعمال کیا
جائے جیسے:

وہ مجھے ملا تھا۔ اُس کی خاصی پٹائی ہو گئی۔ انہیں
آج کل ہو کیا گیا ہے۔

ضمیر بھی واحد اور جمع ہوتے ہیں۔ مندرجہ ذیل نقشہ سے
یہ باتیں اچھی طرح سمجھ میں آجائیں گی۔ انہیں اچھی طرح ذہن نشین
کر لیجئے:

ضمیر متکلم				
	واحد	میں آیا / آئی	مجھ کو / مجھے ملا	میرا لڑکا / میری لڑکی
	جمع	ہم آئے / آئیں	ہم کو / ہمیں ملا	ہمارا لڑکا / ہماری لڑکی

ضمیر حاضر	واحد	تو آیا / تو آئی	تجھ کو / تجھے ملا	تیرا لڑکا / تیری لڑکی
	جمع	تم آئے / تم آئیں	تم کو / تمہیں ملا	تمہارا لڑکا / تمہاری لڑکی
ضمیر غائب	واحد	وہ آیا / وہ آئی	اس کو / اُسے ملا	اس کا لڑکا / اُس کی لڑکی
	جمع	انہیں / انہوں	ان کو / ان سے	ان کا لڑکا / ان کی لڑکی
		بلایا / نے کہا	ملا / ملا	

نیچے لکھے ہوئے جملوں میں ضمیر موجود ہیں۔ انہیں اپنی مضمون
مضمون نگاری کی کاپی میں لکھیئے۔ اپنی کاپی میں پہلے تو ضمیر حاضر،
ضمیر متکلم اور ضمیر غائب کے خانے بنایئے اور پھر مندرجہ ذیل مضمون
میں سے یہ تینوں الگ کیجیئے اور جو ضمیر جس خانے کی ہو وہاں لکھ دیجئے

بھکاری مچھر

جاڑے کی فصل میں ایک مچھر سردی اور فاقے کی تکلیف سے
پریشان ہو کر شہد کی مکھیوں کے پاس بھیک مانگنے گیا اور ان کی
خوشامد درآمد کر کے کہنے لگا "اے خوش نصیب مکھیو، اللہ تعالیٰ
نے تمہیں خالص شہد کا خاصا بڑا ذخیرہ عطا فرمایا ہے اور تم اسے
مزے سے بیٹھی کھاتی رہتی ہو۔ اگر اس میں سے دو چار قطرے مجھ غریب
کو بھی مل جائیں تو تم کو اس کا بڑا ثواب ملے گا۔

شہد کی مکھیوں میں سے ایک مکھی نے پوچھا "میاں مچھر! تم
بہار کی فصل میں کیا کرتے رہے۔ تم نے اتنا کیوں نہ کما لیا تھا جو

آج تمہارے کام آتا اور تم اس طرح ذلت کی بھیک مانگنے سے
بچ جاتے"

مچھر نے جواب دیا "بی مکھی! مجھ سے سخت غلطی ہو گئی۔ میں نے
بہار کا موسم ناچنے گانے میں گنوا دیا۔ اُن دنوں مجھے جاڑے کی
مصیبت کا کوئی خیال نہ تھا۔ لیکن اب جو میں نے ہوش کی آنکھیں
کھولیں تو اپنے کئے پر پچھتا رہا ہوں"

اُس مکھی نے کہا "ہمارے اور تمہارے طریقوں میں بہت
بڑا فرق ہے۔ ہم گرمی کے موسم میں نہایت محنت اور مشقت
سے جاڑے کے لئے شہد کا ذخیرہ کرتے ہیں۔ ہم نے اپنا ایک لمحہ
بھی ضائع نہیں کیا۔ اسی لئے جب سخت سردی پڑتی ہے تو ہم سب
اطمینان سے بیٹھ کر کھاتے ہیں۔ نہ فاقے کرتے ہیں اور نہ کسی کا
احسان اٹھاتے ہیں۔ تم نے اپنے کام کے دن ناچنے گانے میں
گنوا دیئے اسی طرح اب بھی زندگی کے بقیہ دن ناچنے گانے
میں گنوا دو۔ افسوس کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتی"

مچھر ادھر سے مایوس ہو کر بھنبھناتا ہوا اُڑ گیا۔

سوالات

۱- ضمیر کی تعریف کیجئے۔

۲- ضمیر کی کل کتنی قسمیں ہوتی ہیں۔ ہر ایک کے بارے میں واضح طور پر بتلایئے اور مثالیں دے کر سمجھایئے۔

۳- متکلم، کا کیا مطلب ہے؟

۴- غائب ضمیر کسے کہتے ہیں؟

۵- وہ، انہیں، اسے، اس کو، ضمیر کی کس قسم سے تعلق رکھتے ہیں؟

۶- ضمیر جمع متکلم کی تعریف کیجئے۔

۷- پانچ پانچ ایسے جملے بنایئے جن میں ضمیر متکلم۔ ضمیر حاضر اور ضمیر غائب پائے جاتے ہوں۔

۸- اگر زبان میں سے ضائر نکال دیئے جائیں تو آپ کے خیال میں لوگوں کو کس قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

مشق

میں یہیں رہوں گا۔ مجھے تم سے سخت شکایت ہے۔ ہمیں کیا ہے۔ ہم کو تو پورا پاکستان بہت عزیز ہے۔ ہمیں تو یہیں جینا ہے اور یہیں مرنا ہے۔

دیکھو ان جملوں میں، میں۔ مجھے۔ ہمیں۔ ہم کو۔ کسی شخص نے اپنے نام اور اپنی

ذات کے عوض استعمال کیا ہے۔ اسے ضمیر متکلّم کہتے ہیں۔

تم احمق ہو۔ تُو ہوتا کون ہے ٹوکنے والا۔ آپ کہاں چلے گئے تھے۔ تم کو مجھ سے سخت شکایت ہے۔ تمہیں تو بس کھانے اور گانے سے بڑی دلچسپی ہے۔

دیکھو اوپر کے جملوں میں تم۔ تو۔ تمہیں اور آپ، آئے ہیں۔ یہ سب کسی ایسے شخص کی بابت بتلا رہے ہیں جو سامنے موجود رہیں، چنانچہ ایسے تمام ضمیر، ضمیر حاضر کہلاتے ہیں جیسے:

وہ۔ تم۔ تو۔ آپ۔ تمہیں وغیرہ ضمیر حاضر ہیں۔

انہیں بلوایا تھا، وہ معلوم نہیں کیوں نہیں آئے۔ انہیں/ اُن کو معلوم نہیں کس شخص سے پالا پڑا ہے۔ اُس کو تو چند گھنٹوں میں ٹھیک کیا جا سکتا ہے۔

دیکھو ان جملوں میں انہیں۔ وہ، اور اُس کو وغیرہ استعمال ہوئے ہیں جو کسی ایسے شخص یا اشخاص کی بابت استعمال ہوئے ہیں جو سامنے موجود نہیں۔ یہ ضمیر غائب کہلاتے ہیں۔ چنانچہ اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے۔

ضمیر متکلّم: بات کرنے والا اپنے نام کی جگہ اشاراتی اسم استعمال کرنیوالا اسم۔

ضمیر حاضر: موجود شخص یا اشیاء کے نام کی جگہ استعمال کیا جانے والا اسم۔

ضمیر غائب: جو شخص یا شے سامنے موجود نہ ہو اس کے نام کے بجائے استعمال کئے جانے والے اسم

اچھائی، بُرائی یا کوئی اور صِفت

صفت

پپّو بہت شریر اور ہنس مکھ ہے۔ ہر وقت مسکراتی رہتی ہے۔ اس کا رنگ سرخ و سفید ہے۔ آنکھیں قدرے بھوری ہیں۔ بال گھنیرے اور سیاہ ہیں۔ حرکتیں ایسی پیاری پیاری کرتی ہے کہ جو دیکھتا ہے۔ اس سے پیار کرنے لگتا ہے۔ ننھے منے ہاتھ پیر مشین کی طرح چلاتی رہتی ہے اور نیلے آسمان کی طرف دونوں گوری گوری ٹانگیں اٹھا دیتی ہے، جیسے اس لمبے چوڑے نیلے آسمان کو گرنے سے اپنی ٹانگوں پر روک ہی تو لے گی۔

دیکھو، اوپر کے جملوں پر غور کرو تو اس میں پپّو کی کئی صفتوں کا ذکر کیا گیا ہے مثلاً

پپّو شریر اور ہنس مکھ ہے

اس کا رنگ سُرخ و سفید ہے۔

آنکھیں بھوری ہیں۔

بال گھنیرے اور سیاہ ہیں۔

حرکتیں پیاری پیاری کرتی ہے۔

پیار کرنے لگتا ہے۔

ننھے منے ہاتھ پیر مشین کی طرح چلاتی رہتی ہے۔

نیلے آسمان کی طرف دونوں گوری گوری ٹانگیں اٹھا دیتی ہے جیسے اس لمبے چوڑے نیلے آسمان کو گرنے سے اپنی ٹانگوں پر روک ہی تو لے گی۔

دیکھو اوپر کے جملوں میں خطِ کشیدہ الفاظ کے ذریعہ پپّو اور اس کے دیکھنے والوں کی چند خصوصیات کا ذکر کیا گیا ہے۔ انہیں قواعد میں صفت کہا جاتا ہے۔ چنانچہ یاد رکھئے:

صفت: اس کلمہ کو کہتے ہیں جس سے کسی اسم کی اچھائی، برائی یا کوئی اور صفت معلوم ہو جیسے:

بھلا آدمی، سرکش گھوڑا۔ نیک لڑکا۔ ہنسوڑ لڑکی

نیچے لکھے ہوئے جملوں میں سے صفت کو پہچانو اور اسے الگ کرو۔

گنا میٹھا ہوتا ہے۔ کالے کالے بادل نیلے آسمان پر چھا گئے۔ سرخ پنسل مجھے دیدو۔ بچھو بہت زہریلا ہوتا ہے۔ باؤلے کتے کاٹ لیتے ہیں۔ گیلے کپڑے مت پہنو۔

آجکل نیک آدمی کہاں ملتے ہیں۔ دولت کی مستی آدمی کا دماغ خراب کردیتی ہے۔ بھوری آنکھوں والے لڑکے نے نیلی فراک والی لڑکی کو بڑا سا پتھر کھینچ مارا۔ لڑاکا بچے اچھے نہیں ہوتے۔ ہم سب کو نیک بن کر زندگی گزارنا چاہیئے۔

نیچے لکھے ہوئے جملوں کی خالی جگہوں میں صحیح الفاظ لکھ کر انہیں مکمل کرو۔ خالی جگہوں پر آنے والے لفظوں کی فہرست بھی دیدی گئی ہے۔ انہیں اس فہرست سے منتخب کرکے خالی جگہوں میں لکھو:

۱۔ کوا بہت ____ ہوتا ہے۔
۲۔ ____ لوگ زندگی میں کامیاب رہتے ہیں۔
۳۔ ____ بہت ____ ہوتے ہیں۔
۴۔ کراچی کی سڑکیں ____ اور ____ ہوتی ہیں۔
۵۔ طوطا بہت ____ پرندہ مانا گیا ہے۔
۶۔ شیر کی ____ مشہور ہے۔
۷۔ لومڑی کی ____ کا جواب نہیں۔
۸۔ پپیہو کی آواز بڑی ____ ہے۔
۹۔ آج ہماری طبیعت ____ ہے۔

پہاڑی
مستقل مزاج
چالاک
جفاکش
چوڑی
بے مروّت
شجاعت
صاف شفاف
خراب
چالاکی
سُریلی

سُوالات

۱۔ صفت کی تعریف کیجئے۔
۲۔ مندرجہ ذیل میں سے صفت الگ کردیجئے۔
بارھواں لڑکا۔ بھوری بلّی۔ کالی مرچ۔ سفید چادر۔ میٹھا شربت
پھیکی چائے۔ نمکین پانی۔ کھارا بسکٹ۔ زرد پتنگ۔
۳۔ دس جملے بناؤ جن میں صفت موجود ہو۔
۴۔ مندرجہ ذیل اسموں میں صفت لگا کر مکمل کرو۔
____ دودھ ، ____ طوطا ، ____ بھیڑیا
____ پتّا ، ____ گیند ، ____ چاند
____ بال ، ____ کوّا ، ____ شتر مرغ

مشق

اونچا مکان۔ لمبی ٹانگیں۔ شریر کتا۔ پاگل آدمی۔ چھوٹی لڑکی۔

اونچا۔ لمبی۔ شریر۔ پاگل اور چھوٹی یہ سب اپنے اسموں کی کیفیت کو ظاہر کرتی ہیں۔ اسموں کی اسی کیفیت کو صفت کہتے ہیں۔

فاعِل اور مفعُول

نیلوفر کھانا پکاتی ہے۔ میں خط لکھتا ہوں۔ عدنان مجھے بلاتا ہے۔ محمود گیند کھیلتا ہے۔ حامد نے واجد کو مارا۔ ڈاکٹر نے دوا دی۔ مریض نے دوا پی۔

اوپر کے جملوں میں : کھانا کون پکاتا ہے؟ ____ نیلوفر

خط کون لکھتا ہے؟ ____ میں

مجھے کون بلاتا ہے؟ ____ عدنان

گیند کون کھیلتا ہے؟ ____ محمود

واجد کو کس نے مارا؟ ____ حامد نے

دوا کس نے دی؟ ____ ڈاکٹر نے

دوا کس نے پی؟ ____ مریض نے

کسی جملہ میں 'کون' یا 'کس نے' لگانے سے جو جواب آتا ہے، وہ فاعل کہلاتا ہے۔ فاعل کہتے ہیں کام کرنے والے کو۔ چنانچہ اوپر کے جملوں میں سوالات قائم کرنے سے جو جواب موصول ہوئے وہ سب فاعل ہیں لیکن یہ اچھی طرح یاد رہے کہ یہ سوالات

ہمیشہ 'کون'، 'یا کس نے'، لگا کر کئے جاتے ہیں۔

چنانچہ یاد رکھئے کہ

فاعل اُس اسم کو کہتے ہیں جس سے فعل سرزد ہو۔ جیسے احمد کتاب پڑھتا ہے۔ محمود خط لکھتا ہے۔

کتاب پڑھنے والا کون ہے؟ جواب ملا احمد۔ اسی طرح خط لکھنے والا کون ہے؟ معلوم ہوا محمود۔ چنانچہ احمد اور محمود فاعل ہیں۔

اس طرح اوپر کے جملوں میں 'کیا' یا 'کسے' لگا کر سوالات قائم کیجئے اور ان کے جواب حاصل کیجئے۔ 'کیا' اور 'کسے' لگانے سے جو جواب ملے گا وہ مفعول ہوگا۔ مثلاً

نیلوفر کیا پکاتی ہے؟ ____ کھانا

میں کیا لکھتا ہوں؟ ____ خط

عدنان کسے بلاتا ہے؟ ____ مجھے

محمود کیا کھیلتا ہے؟ ____ گیند

حامد نے کسے مارا؟ ____ واجد کو

ڈاکٹر نے کیا دیا؟ ____ دوا

مریض نے کیا پیا؟ ____ دوا

چنانچہ اوپر کے سارے سوالات 'کیا' اور 'کسے' لگا کر قائم کئے گئے ہیں۔ ان کے جو جوابات موصول ہوئے ہیں، قواعد میں انہیں

مفعول کہا جاتا ہے۔ مفعول کے معنی ہیں، جس پر کام سرزد ہوا ہو

چنانچہ یاد رکھئے کہ

مفعول اس اسم کو کہتے ہیں جس پر فاعل کا کام سرزد ہوا ہو جیسے' احمد کتاب پڑھتا ہے اور محمود خط لکھتا ہے، جملہ میں احمد کے پڑھنے کا کام سرزد ہوا ہے کتاب پر۔ چنانچہ کتاب مفعول ہے۔ اسی طرح محمود کے لکھنے کا فعل سرزد ہوا ہے خط پر، اس لئے خط مفعول ہے۔ ان جوابات کو دونوں جملوں میں 'کیا' لگا کر بھی حاصل کیا جا سکتا ہے۔

نیچے لکھے ہوئے جملوں سے فاعل اور مفعول کو پہچان کر الگ کرو۔

مینہ برسا ۔ ہوا چلی ۔ پپّو نے روٹی کھائی۔
خدا روزی دیتا ہے ۔ کمہار نے گھڑے بنائے
حلوائی مٹھائی بناتا ہے ۔ بکری چارہ کھاتی ہے ۔
اونٹ بوجھ ڈھوتا ہے ۔ گدھا گاڑی کھینچتا ہے
بس پٹرول لیتی ہے ۔ میں نے گانا گایا —
بادل آئے ۔ سڑک بنی ۔ گاڑی چلی ۔
عدنان شور کرتا ہے۔ نیلوفر بات چیت کرتی ہے

سُوالات

۱۔ کسی جملہ میں 'کیا، یا 'کے، لگانے سے جو جواب حاصل ہوگا وہ کیا کہلاتا ہے ؟

۲۔ اگر ہمیں یہ معلوم کرنا ہو کہ کسی جملہ میں فاعل کون ہے تو کس طرح معلوم کریں گے ؟

۳۔ فاعل کے معنی بتلائیے ۔

۴۔ جس اسم پر کوئی فعل سرزد ہوا ہو، اسے کیا کہیں گے۔ ؟

۵۔ جس اسم سے کوئی کام سرزد ہو رہا ہو اسے کیا کہیں گے؟

۶۔ مندرجہ ذیل شعروں میں سے فاعل اور مفعول الگ الگ کرو

درختوں کے پتے بھی چپ ہو گئے — ہوا تھم گئی پیڑ بھی سو گئے
ہوئے روشن آبادیوں میں چراغ — ہُوا سب کو محنت سے حاصل فراغ
کسان اب چلا کھیت کو چھوڑ کر — کہ گھر میں کرے چین سے شب بسر

مشق

۱۔ شریف آیا ۔ میں پڑھتا ہوں ۔ عدنان نے مارا پپّو نے کھایا ۔ نیلوفر نے اُچھالا ۔ محمود لکھتا ہے

دیکھو ان چھوٹے چھوٹے جملوں میں خط کشیدہ اسم کوئی نہ کوئی

کام کر رہے ہیں ۔ ان کام کرنے والوں کو فاعل کہتے ہیں ۔ چنانچہ خوب
اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ

کام کرنے والا علم قواعد میں فاعل کہلاتا ہے ۔
فاعل کے معنی ہیں کام کرنے والا ۔

۲۔ شریف مجھ سے ملنے آیا ۔
میں کتاب پڑھتا ہوں ۔
عدنان نے کتے کو مارا ۔
نیلوفر نے گیند اُچھالی ۔
پپو نے بسکٹ کھایا ۔
محمود خط لکھتا ہے ۔

دیکھو اوپر کے جملوں میں خط کشیدہ اسموں پر فعل کا اثر پڑا
ہے ۔ چنانچہ خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ علم قواعد کی
رُو سے جن اسموں پر کام کا اثر پڑتا ہے ، اسے مفعول کہتے
ہیں ۔ اوپر کے جملوں میں خطِ کشیدہ الفاظ مفعول ہیں ۔
مفعول کے معنی ہیں جس پر کام سرزد ہوا ہو ۔

فِعل کی قِسمیں

١ ماضی ٢ حال ٣ مستقبل ۴ مضارع ۵ امر ۶ نہی

تم پیچھے پڑھ آئے ہو کہ زمانہ کی تین قسمیں ہوتی ہیں ۔
۱۔ ماضی ، ۲۔ حال اور ۳۔ مستقبل ۔ اب ہم تمہیں فعل کی بابت
بتلائیں گے ۔ فعل میں تین قسموں کا اضافہ ہو جاتا ہے یعنی
فعل میں ماضی ۔ حال اور مستقبل کے علاوہ مضارع ۔ امر اور نہی
بھی ہوتے ہیں ۔ نیچے ان چھ قسموں کی بابت بتلایا جا رہا ہے ۔
انہیں غور سے پڑھو اور یاد رکھو ۔

فعل ماضی
۱۔ لکھا ۔ پڑھا ۔ آیا ۔ گیا ۔ اٹھا ۔ بیٹھا
۲۔ لکھا ہے ۔ پڑھا ہے ۔ آیا ہے ۔ گیا ہے ۔ اٹھا ہے
بیٹھا ہے ۔
۳۔ لکھا تھا ۔ پڑھا تھا ۔ آیا تھا ۔ گیا تھا ۔ اٹھا تھا ۔ بیٹھا تھا

دیکھو ان جملوں میں گزرا ہوا زمانہ پایا جاتا ہے۔ ایسا گزرا
ہوا زمانہ جو یا تو تھوڑی دیر پہلے گزر چکا ہے یا اسے گزرے
ہوئے کچھ مدت گزر گئی ہے۔ بہر حال وقت گزر ضرور چکا ہے
ایسا فعل جس میں گزرا ہوا زمانہ پایا جائے فعل ماضی کہلاتا ہے۔
چنانچہ یاد رکھئے۔
فعل ماضی اس فعل کو کہتے ہیں جس میں گزرا ہوا زمانہ پایا جائے
جیسے ملا۔ چلا۔ دوڑا یا ملا ہے۔ چلا ہے۔ دوڑا ہے
یا پھر ملا تھا۔ چلا تھا۔ دوڑا تھا وغیرہ
فعل حال: لکھتا ہے۔ پڑھتا ہے۔ آتا ہے۔ جاتا ہے۔
اٹھتا ہے۔ بیٹھتا ہے
دیکھو اوپر کے جملوں میں زمانۂ حال پایا جاتا ہے یعنی ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ یہ سب کام ابھی ابھی ہوئے ہیں۔
چنانچہ یاد رکھئے کہ
فعل حال اس فعل کو کہتے ہیں جس میں زمانۂ حال پایا جائے جیسے
ملتا ہے۔ چلتا ہے۔ دوڑتا ہے وغیرہ
فعل مستقبل: لکھے گا۔ پڑھے گا۔ آئے گا۔ جائے گا۔
اُٹھے گا۔ بیٹھے گا۔
دیکھو اوپر کے جملوں میں آنے والا زمانہ پایا جاتا ہے
یعنی زمانۂ مستقبل۔

چنانچہ یاد رکھئے کہ:
فعل مستقبل اس فعل کو کہتے ہیں جس میں آنے والا زمانہ یعنی زمانہ
مستقبل پایا جائے جیسے ملے گا۔ چلے گا۔ دوڑے گا وغیرہ
فعل مضارع: لکھے۔ پڑھے۔ آئے۔ جائے۔ اٹھے۔ بیٹھے۔
دیکھو اوپر کے جملوں میں زمانہ حال اور مستقبل، دونوں ہی
پائے جاتے ہیں یعنی یہ پتہ نہیں چلتا کہ ابھی لکھے۔ ابھی پڑھے
ابھی آئے۔ ابھی جائے۔ ابھی اٹھے۔ ابھی بیٹھے یا
پھر آنے والے زمانہ یعنی مستقبل میں یہ سارے کام کرے۔
اس طرح ان میں دونوں ہی زمانے پائے جاتے ہیں۔ یعنی ان میں
زمانہ حال بھی موجود ہے اور زمانۂ مستقبل بھی۔
چنانچہ یاد رکھئے:
فعل مضارع اس فعل کو کہتے ہیں جس میں حال اور مستقبل
دونوں ہی زمانے پائے جاتے ہوں جیسے:
ملے۔ چلے۔ دوڑے وغیرہ
مضارع کے معنی ہیں شریک۔ شامل۔
فعلِ اُمر: لکھو۔ پڑھو۔ آؤ۔ جاؤ۔ اٹھو۔ بیٹھو۔
دیکھو اوپر کے کلموں میں ایک قسم کا حکم پایا جاتا ہے۔
اور حکم کے ساتھ ہی زمانہ مستقبل بھی۔ چنانچہ یاد رکھئے کہ
فعل امر، اس فعل کو کہتے ہیں جس میں زمانہ مستقبل کے ساتھ

ہی حکم بھی پایا جاتا ہو جیسے ملو۔ چلو اور دوڑو وغیرہ
امر کے معنی ہیں حکم۔

فعلِ نہی: نہ لکھو۔ نہ پڑھو۔ مت آؤ۔ مت جاؤ۔ نہ اٹھو۔
نہ بیٹھو۔

دیکھو اوپر کے کلموں میں کسی کام سے روکا گیا ہے اور
ان میں زمانہ مستقبل بھی پایا جاتا ہے۔

چنانچہ یاد رکھئے کہ

فعل نہی اس فعل کو کہتے ہیں جس میں کسی کام کی ممانعت کی گئی ہو
اور اس میں آنے والا زمانہ یعنی زمانۂ مستقبل بھی پایا
جاتا ہو جیسے۔ مت ملو۔ مت چلو۔ نہ دوڑو وغیرہ
نہی کے معنی ہیں ممانعت۔ منع کرنا۔ روکنا

مندرجہ ذیل جملے فعل کی چھ قسموں کو سامنے رکھ کر بنائے گئے ہیں
آپ ان پر ایک بار پھر غور کر لیجئے۔ کون جملہ کس فعل سے تعلق رکھتا
ہے اس کا فیصلہ آپ خود کریں گے۔ اپنی مضمون نگاری کی
کاپی میں ماضی۔ حال۔ مستقبل۔ مضارع۔ امر اور نہی کے
چھ خانے بنائیے اور مندرجہ ذیل جملوں میں سے جو جملہ جس
فعل سے تعلق رکھتا ہو، اسے اس کے خانے میں لکھ دیجئے:

اِدھر آؤ۔

ایک مسافر درخت کے نیچے ہوتا ہے۔

آپ نے اس کو کہاں دیکھا تھا۔

ہم نے لاہور دیکھا ہے۔

آپ یہ کام جلدی ہی کرنے لگیں گے۔

وہ خط لکھتا ہے۔

آج مت جاؤ۔

اخبار لاؤ۔

یہ پارسل اسٹیشن بھیج دو۔

کھانا کھایا جا رہا ہے۔

عدنان ہمیں ملا، پوچھنے لگا ہمارے یہاں کب آئیگا؟

وہ کل جائیں گے۔

مت رو۔

چپ رہو۔

آؤ اِدھر بیٹھو۔

ہمیں بخار ہے۔

اس کو فرصت نہیں تھی۔

ہمیں امید ہے کہ وہ مدد کرے گا۔

اس کا ایک ہی بیٹا تھا سو فسادات میں مارا گیا۔

وہ سچ نہیں بولے گا

نیلوفر آئے اور مجھ سے ملے۔

ذاکر صاحب مجھ سے ملے اور کہنے لگے کہ آپ آئیے اور پڑھیئے۔

میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ میں آؤں گا اور پڑھوں گا۔

○

سوالات

۱۔ فعل امر کی تعریف کیجئے اور پانچ ایسے جملے بنائیے جن میں فعل امر پایا جاتا ہو۔

۲۔ جس فعل میں ممانعت پائی جاتی ہو اس کو کیا کہتے ہیں؟

۳۔ فعل مستقبل کے معنی بتائیے اور چند مثالیں دے کر اس کی وضاحت کیجئے۔

۴۔ مندرجہ ذیل جملے کن افعال سے تعلق رکھتے ہیں۔

وہ آگیا ہے — میں اس کے ساتھ جاؤں گا

رونا دھونا بند کرو — پڑھنا شروع کردو۔

سنہ ۱۹۴۷ء میں پاکستان وجود میں آیا تھا۔

اس سے کہو وہ یہاں آئے اور کھیل شروع کردے۔

۵۔ فعل ماضی کی تعریف کیجئے اور پانچ ایسے جملے بنائیے، جن میں فعل ماضی پایا جاتا ہو۔

مشق

ہفتہ بھر پہلے عدنان ملا تھا۔ اس کی طبیعت خراب تھی۔ اس کو نزلہ بھی تھا اور بخار بھی۔

دیکھو اوپر کے جملوں میں گزرے ہوئے دنوں کی بات کی گئی ہے۔

سارے جملوں میں ماضی کا ذکر ہے، یاد رکھئے کہ گزرے ہوئے زمانہ کو ماضی کہتے ہیں اور جس جملہ میں 'تھا' 'تھے' اور 'تھی' استعمال کئے گئے ہوں وہ فعل ماضی سے تعلق رکھتے ہیں۔

ماضی کے معنی ہیں گزرا ہوا۔

عدنان سوتا ہے۔ وہ خراٹے لیتا ہے۔

دیکھو ان دونوں جملوں میں فعل حال پایا جاتا ہے۔ یعنی ایسا فعل جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کام ابھی ابھی ہوا ہے۔

حال کے معنی ہیں موجودہ۔

عدنان جب سو کر اُٹھے گا تو پہلے چائے پئے گا پھر ہمارے ساتھ بازار جائے گا۔

دیکھو ان جملوں میں ایسے فعل استعمال ہوئے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ کام ابھی ہوا نہیں، بلکہ آئندہ کسی وقت ہوگا۔ چنانچہ ایسا فعل جس میں آنے والا زمانہ پایا جاتا ہے مستقبل کہتے ہیں۔

مستقبل کے معنی ہیں آنے والا۔ آئندہ

عدنان آئے، مجھ سے ملے، پڑھے لکھے اور چھٹی کرے۔

دیکھو ان جملوں سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ عدنان سارے کام ابھی کرے یا مستقبل میں کرے۔ چنانچہ ایسے فعل جن میں حال اور مستقبل دونوں پائے جاتے ہیں فعل مضارع کہلاتے ہیں۔

مضارع کے معنی ہیں شریک، شامل۔

عدنان! کتابیں اٹھاؤ، پڑھنا لکھنا شروع کرو۔ بعد میں ناشتہ کرو اور پھر کھیلو کودو۔ دیکھو ان جملوں میں سارے فعل ایسے استعمال ہوئے ہیں جن میں حکم پایا جاتا ہے چنانچہ ایسے فعل جن میں کام کا حکم پایا جاتا ہو امر کہلاتے ہیں۔

امر کے معنی ہیں حکم

عدنان! شور و غل مت کرو، کپڑے مت میلے کرو
پسینہ میں پنکھے کے نیچے نہ بیٹھو۔

دیکھو ان جملوں میں ایسے فعل استعمال ہوئے ہیں جن میں کسی نہ کسی کام سے منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ ایسے فعل جن میں ممانعت پائی جاتی ہو، فعل نہی کہلاتے ہیں۔

نہی کے معنی ہیں ممانعت۔

○

اعادہ

○

غلطیاں دور کرو

مندرجہ ذیل مضمون میں مختلف قسم کی غلطیاں موجود ہیں انہیں دور کیجئے اور اپنی مضمون نگاری کی کاپی میں اصلاح کیا ہوا مضمون لکھئے۔

چیل

چیلیں تو آپ نے ضرور دیکھا ہوگا۔ یہ دن بھر اوپر، بادلوں کے قریب ٹھنڈا ہوا میں منڈلاتا رہتا ہیں۔ ان کی آنکھیں بہت تیز ہوتی ہے۔ قریب سے ہی شکار کو دیکھ لیتی ہے اور پھر پر جوڑ کر نیچے اُترتی ہے۔ اور اپنے پنجوں میں شکار کو دبا کر اُڑ جاتی ہے۔ اس کا چونچ اور پنجے سے خدا بچائے۔ دھاردار ناخن اور آنکڑے جیسا لمبا چونچ سے شکار کا انتڑیاں تک باہر کھینچ لیتا ہے۔ بڑی بڑی چڑیا

اور مرغی کے بچے اس سے بہت ڈرتے ہیں۔

جب چیل زمین پر آجائے تو تم اس کو ذرا قریب سے جا کر دیکھو، چتکبری رنگ، پیلی پیلی پاؤں۔ لمبا کٹا ہوا دُم اُبھرا اُبھرا چمک دار آنکھیں، خوفناک چونچ اور پنجے چیل کا یہی حلیہ ہے۔ لیکن کوّے اس سے بالکل نہیں ڈرتیں، وہ ستانے کی نیا نیا ترکیبیں نکالتے ہے۔ آخر مجبور چیل خود ہی اُڑ جاتا ہے۔

چیل اپنے آپ کا گھونسلہ کسی اونچی درخت کی شاخ پر موٹا ٹہنیاں اور پتّیاں سے بناتی اور اس میں تین انڈا دیتی ہے۔ انڈوں کا رنگ بھوری چتّی دار ہوتی ہے۔

تم نے اکثر دیکھی ہوگی کہ چیل بہت سی چیزیں جھپٹّا مار کر لے جاتی ہیں اور انہیں گھونسلے میں رکھتا ہیں یہاں تک کہ بعض چیلوں کے گھونسلے میں زیور تک نہیں دیکھی گئی ہیں۔ چیل ہی کی طرح کوّیں بھی اپنا گھونسلوں میں چیزیں جمع کرنا کے بہت شوقین ہوتی ہیں۔

نیچے کے جملوں میں املا۔ قواعد اور روزمرّہ کی غلطیاں پائی جاتی ہیں انہیں درست کیجئے۔

۱۔ میں نے بازار گیا تھا ________

۲۔ ہم کھانا کھالیا ہوں ________

۳۔ آپ کہاں جاؤ گے؟ ________

۴۔ بندر روڈ پر بڑا رونق ہوتی ہے۔ ________

۵۔ تم لوگ بڑا شیطان ہو ________

۶۔ ہمارا دم تو ناک میں آ گئی ہے۔ ________

۷۔ تم سب سو کہاں سے آ رہی ہو۔ ________

۸۔ حلوا پورا کھاؤ گے۔ ________

۹۔ میرا نام عمیر حسن ہے ________

۱۰۔ پاکستانی بحت بجادر قوم ہے۔ ________

۱۱۔ حالات کا کوئی الاج نہیں ________

۱۲۔ کیا تم نے سنگاپور دیکھی ہے ________

۱۳۔ چھوٹی گناہ سے بچو۔ یہی چھوٹی گناہ آگو بڑھ کر بڑی گناہ بن جاتی ہے۔ ________

۱۴۔ اسکول کے گھنٹہ بجی اور لڑکے شور کرتے ہوئے ________

اپنے اپنے کلاس روم سے
باہر نکلی۔

۱۵۔ خوش اخلاقی سے انسان
کی قدر و قیمت بڑھ
جاتا ہے۔

فاعل اور مفعول پہچان کر الگ کرو۔

۱۔ میں نے کتاب پڑھی۔
۲۔ حسن نے حسین کو پڑھایا۔
۳۔ پاکستانی فوج نے ہندوستانی فوج کو ذلت آمیز شکست دی۔

مندرجہ ذیل میں واحد کی جمع اور جمع کی واحد بناؤ:۔

آیت آلات خبر اصول
جاہل جرائم آفات برکات
تصاویر تقاریب حق حاکم
حالت خدمات حکایات رسوم
اسباب صفات طائر علماء
علوم عمل عیب غریب
امیر فقیر قید اقوام
کفار کتب القاب مساجد

مضامین وکلاء اوصاف ایّام

مندرجہ ذیل مذکر کی مؤنث اور مؤنث کا مذکر بتاؤ۔

بھائی بھاوج پڑوسی
ریچھ تنبولی شاعر
بیٹی میاں اونٹ
ہاتھی کتیا موچن
نانی دولھا ہرن
چیونٹی بھٹیاری جادوگرنی
بھتیجی استاد بلّی
بھنگن درزن پٹواری
بکری شیر مرغی

جملے اور پیراگراف

تم پچھلے صفحات میں لفظوں کی بابت پڑھ چکے ہو۔ اب ہم تمہیں جملوں اور پیراگرافوں کی بابت بتلائیں گے۔

جملہ الفاظ کے ایسے مسلسل مجموعے کو کہتے ہیں جس سے بات پورے طور پر سمجھ میں آجائے، اور یہ الفاظ کے مجموعے خواہ تقریر میں ہوں یا تحریر میں۔

پیراگراف جملوں کے اس مجموعے کو کہتے ہیں جس میں کوئی بات مسلسل بیان کی گئی ہو جہاں یہ بات ختم ہو جاتی ہے اور لکھنے والا اپنے مضمون کے لئے کوئی نیا اور مختلف پہلو اختیار کرتا ہے وہیں سے نیا پیراگراف شروع ہو جاتا ہے جیسے مندرجہ ذیل چیزوں پر غور کرو۔

پڑھنے کے لئے اچھی اچھی کتابیں تلاش کرو۔ اگر تمہارے شہر یا علاقہ میں کوئی کتب خانہ ہے تو اس کے ممبر بن جاؤ۔ اگر کتابیں مانگ کر پڑھنے کے لئے لاؤ تو ان کو گندہ نہ کرو اور وعدہ کئے ہوئے وقت پر انہیں واپس کر دینا مت بھولو۔

اپنے جیب خرچ سے کچھ پیسے بچا کر نئی اور پرانی کتابیں

اور رسالے خریدو اور انہیں احتیاط کے ساتھ جمع کرتے جاؤ۔ اس طرح کچھ عرصے میں تمہارا اپنا "گھریلو کتب خانہ" بن جائیگا۔

یا پھر مندرجہ ذیل دو پیروں پر غور کرو۔

مسلم شریف میں روایت ہے کہ آنحضرتؐ کے مشہور صحابی حضرت ابوذر غفاری رضؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول مقبولؐ کے نبی ہونے سے پیشتر تین برس تک نماز پڑھی تھی۔ اس پر اُن کے کسی شاگرد نے ان سے دریافت کیا کہ منہ کس طرف کیا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا جس طرف خدا منہ پھیر دیتا تھا۔ اس طرف منہ کر لیتا تھا۔

جاہلیت کی نماز مسلمانوں کی نماز سے مشابہ تھی۔ نماز پڑھنے والا فرقہ صائبین کہلاتا تھا۔ یہ لوگ دن رات میں مسلمانوں کی طرح پانچ وقت کی نماز پڑھتے تھے۔ ان باتوں سے پایا جاتا ہے کہ جاہلیت میں بھی نماز کا وجود تھا۔

پیراگراف جہاں سے شروع ہوتا ہے اس کی پہلی سطر میں تقریباً ایک انچ یا اس سے کم جگہ سادہ چھوڑ دی جاتی ہے۔ جملوں اور پیراگرافوں سے مل کر ایک مضمون تیار ہوتا ہے۔ یہ مضمون کسی ادبی موضوع پر ہو یا خط کی شکل میں۔ بہر حال مضمون یا خط، جملوں اور عبارتوں کے ایک بامعنی مجموعے کا نام ہے۔ اگر تمہیں لفظوں کے علم کے ساتھ ہی جملوں اور عبارتوں کا علم بھی آگیا تو پھر تمہاری کامیابی یقینی ہے مندرجہ چند مضامین کے اقتباسات کو بار بار غور سے پڑھو اور

مضمون نگاری کے فن کو سمجھنے کی کوشش کرو۔

۱۔ " کون شخص ہے جو دو بھائیوں کو ایک باپ کا بیٹا نہیں
جانتا؟ پھر جب خود خدا نے تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے
کا بھائی فرمایا ہے تو ہم سب کا ایک روحانی باپ کی اولاد
ہونے میں کیا شبہ کیا جا سکتا ہے؟

" یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوتا ہے کہ تمام مسلمان آپس میں
بھائی بھائی تو ہیں لیکن یہ سب آپس میں برادران یوسف
کی طرح ہیں۔ ان میں آپس میں یک جہتی اور محبت کم
ہے اور حسد، بغض اور عداوت زیادہ ہے جس کا
نتیجہ آپس کی نا اتفاقی ہے۔"

۲۔ " کبھی کبھی کتے اور بلیاں گھاس کھاتے دکھائی دیتے ہیں
یہ گھاس ان کی خوراک نہیں ہے بلکہ وہ اسے دوا کے
طور پر استعمال کرتے ہیں جب وہ یہ محسوس کرتے ہیں
کہ ان کے معدے ٹھیک طرح کام نہیں کر رہے ہیں تو
وہ گھاس کھا کر قے کر دیتے ہیں اس سے ان کا معدہ
درست ہو جاتا ہے۔"

۳۔ " خلا میں روشنی کی رفتار تقریباً ایک لاکھ چھیاسی ہزار
دو سو اکیس میل فی سیکنڈ ہے اس لئے کروڑوں اور
اربوں میل دور ستاروں کی روشنی رات کو ہم فوراً

ہی دیکھ لیتے ہیں۔ لیکن جب روشنی کسی شفاف چیز
مثلاً پانی، شیشہ یا ہوا وغیرہ میں سے گزرے گی تو
روشنی کی رفتار اور تیز ہوگی"

۴۔ " سائنس دانوں نے زمین کی گردش کے بارے میں
اندازہ لگایا ہے کہ اس کی رفتار کم ہوتی جا رہی ہے
یہ فرق لاکھوں سال میں محسوس ہوتا ہے۔ کہتے ہیں
شروع شروع میں زمین کی محوری گردش اتنی تیز
تھی کہ رات دن کوئی چار گھنٹے کے ہوتے تھے لیکن
اب چوبیس گھنٹے کے ہوتے ہیں۔ یعنی اب زمین کی محوری
گردش چوبیس گھنٹے میں پوری ہوتی ہے۔ شاید یہ
محوری گردش اتنی کم ہو جائے کہ وہ اپنا توازن قائم نہ
رکھ سکے اور سورج پر جا گرے یا کسی اور چیز سے
ٹکرا جائے"

۵۔ " زکام ایک چھوت بیماری ہے۔ یہ اُڑ کر لگتی ہے
یہ بیماری انتہائی چھوٹے چھوٹے زہریلے جراثیم کی
ایک قسم کے ذریعے پیدا ہوتی ہے۔ خاص کر سردی
کے موسم میں یہ بیماری خوب پھیلتی ہے۔
زکام کی علامتیں یہ ہیں۔ چھینکیں آنا۔ ناک
بہنا۔ کھانسی اور غدود یا سینہ میں درد، اکثر حرارت

بھی ہو جاتی ہے۔

زکام کی حالت میں مریض کو فوری طور پر آرام کرنا چاہیئے۔ گلے میں خارش ہو تو نمک کے غرارے کیئے جائیں۔ ہلکی غذا استعمال کی جائے، تاکہ معدہ صاف رہے سونگھنے کی مخصوص دوائیں استعمال کی جائیں۔ اگر تندرستی اور توانائی اچھی ہو تو زکام پاس نہیں پھٹکتا۔ تھکاوٹ یا گھر سے باہر سردی میں دیر تک رہنے کی وجہ سے توانائی کم ہو جاتی ہے جس سے جراثیم غلبہ کر لیتے ہیں اور زکام ہو جاتا ہے جس کو زکام ہو اس کی چھینکوں کی زد سے دور رہنا چاہیئے۔ اس کے تولیہ اور برتن سے بھی پرہیز کرنا چاہیئے کیونکہ یہ بیماری تیزی سے دوڑ کر لگتی ہے اس کا علاج فوراً کرانا چاہیئے۔

۶۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ سارے مچھر ملیریا کے حامل نہیں ہوتے۔ ملیریا کا مچھر انوفیل کہلاتا ہے۔ اس کو بیٹھے ہوئے دیکھ کر پہچانا جا سکتا ہے۔ جب یہ کسی جگہ بیٹھتا ہے تو اپنے پچھلے دونوں پیر اوپر اٹھا دیتا ہے، اور ترچھا رہتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے سر کے بل کھڑا ہونا چاہتا ہے، لیکن دوسرے قسم کے مچھر متوازی بیٹھتے ہیں۔

مکھی کے بعد نقصان پہنچانے میں مچھر کا نمبر سب سے آگے آتا ہے یہ نہ صرف رات کو کاٹتا ہے اور نیند حرام کرتا ہے بلکہ یہ دو خوفناک بیماریوں کا سبب بھی ہے۔ ملیریا اور زرد بخار یہ دونوں بیماریاں مچھر ہی سے پھیلتی ہیں۔ اگر مچھر نہ ہوں تو یہ بیماریاں بھی نہ ہوں۔

○

سوالات

۱۔ جلے اور پیرے کی تعریف کیجئے۔

۲۔ مندرجہ ذیل کو جملوں میں استعمال کیجئے:

خدا	مذہب	پاکستان	انسان
دُنیا	سورج	چاند	ستارے
خوراک	گرامی	موسم	جانور
برسات	رات	دشمن	دوست
اونٹ	ہاتھی	یکّہ	گھوڑا
اصطبل	گائے	ریچھ	شیر

۳۔ مندرجہ ذیل جملوں کو پیروں میں تبدیل کیجئے۔

۱۔ کاغذ بڑے کام کی چیز ہے	کم از کم	دو	پیروں	میں
۲۔ ہم پاکستانی ہیں۔	″	تین	″	″
۳۔ کراچی پاکستان کا سب سے بڑا شہر ہے	″	دو	″	″
۴۔ گندگی بہت بُری شے ہے	″	دو	″	″
۵۔ کامیابی کے لئے صحت بہت ضروری ہے۔	″	تین	″	″

۴۔ اس سبق میں جو پیرے دیئے گئے ہیں ان میں سے مندرجہ ذیل کو الگ کیجئے۔

اسم معرفہ	فعل ماضی	واحد
اسم نکرہ	فعل حال	جمع
اسم ضمیر	فعل مستقبل	مذکر۔ مؤنث

خطوط نویسی

خط نویسی ہی ایک ایسا عمل ہے جس سے تقریباً ہر انسان کا واسطہ پڑتا ہے۔ جو لوگ پڑھے لکھے ہوتے ہیں وہ خود ہی خط وکتابت کر لیتے ہیں، لیکن جنہیں پڑھنا لکھنا نہیں آتا وہ دوسرے پڑھے لکھے لوگوں سے اپنے خطوط لکھواتے پڑھواتے ہیں۔ کتنی بُری بات ہے کہ ہمیں پڑھنا لکھنا نہ آتا ہو اور ہم اپنی راز کی باتیں کسی تیسرے شخص کو بتلائیں تاکہ وہ انہیں لکھ دے۔ اس لئے پڑھنا لکھنا بہت ضروری ہے۔

خطوط میں انسان بالکل بے تکلف اور بے پردہ ہو جاتا ہے، بے پردہ سے یہ مراد ہے کہ انسان اپنے روزمرّہ کے خطوط میں وُہ تکلف اور تصنع نہیں اختیار کرتا جیسے یہ اپنی مجلسی زندگی میں اختیار کئے ہوتا ہے۔ اس لئے خطوط اپنے لکھنے والے کی شخصیّت کی ترجمانی کرتے ہیں اور خاص کر وہ خطوط جنہیں نام ونمود کے جذبے کے بغیر بے ساختگی میں لکھا گیا ہو۔

خط وکتابت کو نصف ملاقات بھی کہا جاتا ہے۔ یہ اس لئے کہ
خط وکتابت ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس میں انسان کو مکالمہ اور گفتگو
کا لطف آجاتا ہے۔ بعض اوقات ایسا محسوس ہوتا ہے، جیسے ہم
مکتوب نگار یعنی خط لکھنے والے سے بیٹھے ہوئے بات چیت کر رہے
ہیں۔ ہم اپنے خط میں جو کچھ لکھتے ہیں، جواب دینے والا ہماری ہر بات
کو اپنے ذہن اور طبیعت کے مطابق پرکھ اور سمجھ کر اس کا جواب
لکھتا ہے جس سے خط وکتابت میں بات چیت کا انداز پیدا ہو جاتا ہے۔

مضمون نگاری کے مقابلہ میں خط وکتابت آسان بھی ہے
اور مضمون نگاری سیکھنے کا ایک اچھا ذریعہ بھی۔ مضمون نگاری کے لئے
ضروری ہے کہ جس موضوع پر مضمون لکھا جائے اس کے بارے میں
معلومات بہت زیادہ ہوں، ورنہ مضمون میں گہرائی اور لطف نہ
پیدا ہو گا۔ اس کے برعکس خط وکتابت میں مکتوب نگار جن امور
پر قلم اٹھاتا ہے ان سے اچھی طرح واقف ہوتا ہے اس لئے اس میں
اس کا پورا پورا موقع حاصل ہوتا ہے کہ راقم فن مضمون نگاری کو
اچھی طرح برت سکے۔

خطوط نویسی میں مندرجہ ذیل باتوں کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔

خط شروع کرنے سے پہلے اوپر سیدھے ہاتھ کے گوشے میں اپنا
پتہ خوش خط لکھا جائے۔ پتہ کو خوشخط لکھنے میں مکتوب الیہ (جس کو خط
لکھا جائے) کو آسانی ہو جاتی ہے کہ وہ جواب میں تمہارے پتہ کو بالکل

صحیح صحیح لکھ سکے۔ اگر نام اور پتہ میں کسی قسم کی غلطی رہ جاتی ہے
تو ڈاکخانہ والوں کو سخت پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور خصوصاً
پوسٹ مین تو بہت ہی پریشان ہو جاتا ہے۔

پتے کے نیچے خط لکھے جانے والے دن کی تاریخ لکھئے۔

اس کے بعد داہنے ہاتھ کی طرف تقریباً ایک انچ کا حاشیہ
چھوڑ کر جس کو خط لکھا جا رہا ہے اس کا القاب لکھئے۔ القاب بڑوں
کے لئے کچھ ہوتے ہیں، برابر والوں کے کچھ اور چھوٹوں کے لئے کچھ۔
بڑوں کے لئے ہمیشہ آپ اور جناب کی شکل میں اسم ضمیر استعمال کئے
جاتے ہیں۔ اسی طرح افعال بھی جمع استعمال کئے جاتے ہیں لیکن اپنے
برابر والوں کے لئے چاہو تو آپ اور جناب سے مخاطب کرو۔ ورنہ
بے تکلفانہ لب ولہجہ اختیار کرو اور تم اور تمہارا کے ضمائر استعمال کرو
تم اور تمہارا میں نہ صرف ایک قسم کی بے تکلفی پائی جاتی ہے بلکہ اس میں
ایک قسم کا انداز محبت اور اپناپن بھی موجود ہے۔ لیکن ان دونوں یا برابر
والوں کے لئے، جن سے زیادہ بے تکلفی نہ ہو انہیں ہمیشہ آپ اور جناب
سے مخاطب کیجئے کیونکہ ہر شخص میں عزت نفس موجود ہے۔ اور اگر
انہیں تم آپ اور جناب سے نہ مخاطب کرو گے تو وہ تمہاری بابت
یہی سوچنے لگیں گے کہ تم ادب اور علم سے بے بہرہ ہو۔

خط میں جو کچھ لکھو اس کے لئے تمہید میں طول نہ دو الفاظ ایسے
استعمال کرو جو مکتوب الیہ کے لئے قابل فہم ہوں۔ زیادہ ادق

زبان لکھنے سے گریز کرو۔ فضول باتوں سے پرہیز کرو۔ غصہ کی حالت میں خط کبھی نہ لکھنا چاہئے۔ کیونکہ غصہ میں ہوش و حواس اپنے اختیار میں نہیں ہوتے اور آدمی نادانی میں ایسی باتیں لکھ جاتا ہے۔ جن پر بعد میں اسے شرمسار اور نادم ہونا پڑتا ہے۔

جب خط لکھو تو ان لوگوں کے لئے جو مکتوب الیہ کے ساتھ رہتے ہیں اور تم سے ہمدردی اور محبت رکھتے ہیں۔ کچھ ہمدردانہ اور دعائیہ کلمات ضرور لکھو اس سے آپس میں چاہت اور میل مروت بڑھتی ہے۔

سب کے آخر میں اگر مکتوب الیہ رشتہ میں بڑا ہے تو بائیں جانب آخر میں، والسلام، اور اگر چھوٹا ہے تو والدعا یا زیادہ دعا لکھ کر خط کو ختم کردو اور اس کے نیچے اپنا نام لکھدو۔

لیکن اگر خط سالانہ امتحان کے کمرے میں لکھا جا رہا ہو تو اوپر اپنے پتہ کی جگہ اپنا رول نمبر لکھو۔

خط کی زبان ہر حالت میں شُستہ، آسان اور عام فہم ہونا چاہئے اگر خط میں سلیقے اور تہذیب کے ساتھ کچھ مزاح اور ضرب الامثال کا ہر جگہ استعمال بڑی بڑی باتوں کو چند لفظوں میں ادا کر دیتا ہے

خط نویسی کے بعد اگر خط پوسٹ کارڈ پر لکھا گیا ہے تو اس کی پُشت پر جو جگہ مکتوب الیہ کے پتہ کے لئے مقرر ہوتی ہے، وہاں پر مکتوب الیہ کا پورا پتہ صاف صاف، خوشخط تحریر کرو اور اگر لفافہ بھیج رہے ہو تو لفافہ پر خوشخط تحریر کردو۔

نام اور پتہ لکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی سطر میں تو مکتوب الیہ کا پورا نام لکھا جائے۔ دوسری سطر میں مکان نمبر اور محلہ یا کالونی کا نام۔ تیسری سطر میں شہر کا نام اور شہر کے علاقہ کا نمبر۔ اس کا نمونہ نیچے دیا جا رہا ہے اسے غور سے دیکھو۔

ٹکٹ

محترم جناب اسد علی بلگرامی صاحب
۱۳۳/۱۵۔ فیڈرل بی ایریا۔ دستگیر ہاؤسنگ سوسائٹی
کراچی نمبر ۳۸

ذیل میں خطوط نویسی کے چند نمونے دیئے جا رہے ہیں۔

بڑی بہن کے نام

۵۔ فرینڈس کالونی
مُلتان روڈ۔ لاہور
۶ر جون ۱۹۶۹ء

جناب ہمشیرہ صاحبہ!
السّلام علیکم۔ پچھلے دنوں کی بات ہے کہ خالہ جان تشریف لائی

تھیں اور انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ آپ جون کی چھٹیوں میں ایک ماہ کے لئے لاہور تشریف لائیں گی۔ آج جون کی چھ تاریخ ہے میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔ دیکھئے مایوس نہ کیجئے گا۔

گو کہ لاہور میں سخت گرمی پڑ رہی ہے لیکن ان دنوں کراچی کا موسم بھی کچھ خوشگوار نہ ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ کراچی کے ماحول کی یکسانیت میں آپ ضرور اکتا گئی ہوں گی۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ آپ لاہور تشریف لے آئیں امّی جان کی بھی یہی خواہش ہے۔ آج کل دن میں کئی کئی بار آپ کا ذکر آتا ہے۔

چھوٹے بھیا نے کافی دنوں سے کوئی خط نہیں لکھا۔ کیا وہ مجھ سے کچھ ناراض ہیں؟ اگر نادانستگی میں مجھ سے کسی قسم کی غلطی سرزد ہو گئی ہو تو آپ میری طرف سے ان سے معافی طلب فرمالیں۔ مثل مشہور ہے "چھوٹوں سے خطا بزرگوں سے عطا"۔ چھوٹوں کی غلطیوں سے بزرگوں کو چشم پوشی کرنی چاہئے۔ لیکن اگر غلطی ایسی ہو جس کی چشم پوشی چھوٹوں کی تعلیم و تربیت پر برے اثرات پڑنے کا امکان پایا جاتا ہو تو بزرگوں کو سرزنش کرنی چاہئے، سزا دینی اور اس غلطی سے آگاہ ضرور کرنا چاہئے۔ میں نے اپنے ذہن اور حافظے پر بہت زور دیا لیکن ایسی کوئی بات نہ یاد آئی جس پر چھوٹے بھیا کی خفگی یا ناراضی کا شبہ کیا جا سکتا ہو۔ بہر حال اگر وہ مجھ سے کسی بات پر خفا ہیں تو مجھے معاف کر دیں۔ اور اگر خفا نہیں ہیں تو مجھے اپنے ہاتھ سے ایک پیار بھرا خط تحریر فرمادیں۔ مجھے اس سے بہت سکون مل جائے گا۔

دیکھئے آپ لاہور کا تشریف لانا اور چھوٹے بھیا سے خط لکھوانا نہ بھولئے گا۔ میں دونوں کا منتظر ہوں۔

گھر میں حسب مراتب میری طرف سے سلام اور دعا عرض فرمادیں

آپ کا خادم

سیّد آصف حسین جعفری

چھوٹے بھائی کے نام

۱۳۳/۱۵ - فیڈرل بی ایریا
دستگیر ہاؤسنگ سوسائٹی
کراچی - ۳۸

۲۰ رجون ۱۹۶۹ء

عرفان میاں!

بہت سی دعائیں۔ تمہارا جہاز ۲۰ رجون تک کراچی پورٹ پہنچنے والا تھا۔ لیکن تمہاری کمپنی کے دفتر میں فون کرنے پر معلوم ہوا کہ موسم کی خرابی کی وجہ سے جہاز سے چٹاگانگ کی بندرگاہ پتنگا واپس ہو جانا پڑا۔ دِل

گھبرا گیا۔ طبیعت پریشان ہو گئی۔ امید ہے کہ اس خط کے پہنچنے تک تم چٹا گانگ ہی میں موجود ہو گے۔ یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ تمہیں سخت قسم کا زکام ہو گیا ہے۔ کھانے پینے میں سخت احتیاط سے کام لو کیونکہ زکام بگڑ کر بڑی پیچیدہ صورتیں اختیار کر جاتا ہے۔

ابا جان بھی بہت پریشان ہیں۔ جب سے ان کی بینائی کو نقصان پہنچا ہے۔ ان کی محبت دل میں سمٹ گئی ہے۔ تم یہ بات اچھی طرح جانتے ہو کہ ابا جان کو تم سے کتنی محبت ہے۔ انہیں تمہاری بابت کچھ بھی نہیں بتلایا گیا ہے۔ اخبار پڑھ نہیں سکتے اور نہ کہیں خود سے آ جا سکتے ہیں ورنہ ہر بات کا علم انہیں خود ہی ہو جاتا۔ لیکن اللہ نے انہیں حس اتنی زبردست دی ہے کہ وہ بہت سی باتیں کسی کے بتلائے بغیر ہی سمجھ لیتے ہیں۔ کل کہہ رہے تھے کہ خلیج بنگال کا موسم ٹھیک نہیں ہے۔ عرفان کا جہاز چٹا گانگ واپس چلا گیا ہے۔ ہم لوگ ان کی اس بات پر دنگ رہ گئے۔

اپنی خیریت سے بذریعہ ٹیلیگرام مطلع کرو۔ امی بھی سخت پریشان ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ چھوٹے بھیا تمہیں ٹرنک کال کریں۔ وہ بھی بہت فکر مند ہیں۔

تمہاری دعاگو
واحدہ بلگرامی

دوست کے نام

۱۱۰ - چودھری چیمبرس
کچہری روڈ - کراچی
۱۵ - جون ۱۹۶۹ء

بھائی اقبال!

اکبر الہ آبادی کا ایک شعر بے ساختہ یاد آ رہا ہے تم بھی پڑھو اور شرما شرما کر اس سے لطف حاصل کرو۔

سدھاریں شیخ کعبہ کو ہم انگلستان دیکھیں گے
وہ دیکھیں گھر خدا کا، ہم خدا کی شان دیکھیں گے

تم خدا کے فضل سے انگلستان پہنچ چکے ہو اور خدا کی شان دیکھنے میں کچھ اس درجہ منہمک ہو گئے ہو کہ دل سے پرانے دوستوں کا خیال ہی جاتا رہا۔ ارے بندۂ خدا! ایسی بھی کیا بے مروتی ہیں تو یہاں بیٹھا تمہارے خط کا انتظار کر رہا ہوں اور تم لندن میں بیٹھے خدا کی شان دیکھ رہے ہو۔ اب بس بھی کرو، اور ایک مزیدار خط جس میں تمہارے سفر کے حالات درج ہوں لکھو۔ دیکھو اگر تم نے اب بھی لاپرواہی یا بے نیازی سے کام لیا تو جانتے ہو کیا ہوگا؟ میری شرارتوں سے تو تم واقف ہی ہو۔ تمہارے ابا جان اور اماں جان کے پاس جا کر تمہاری بابت ایک ایسا گل کھلاؤں گا کہ تم گھبرا کر فوراً خط لکھو گے اور اس میں مجھ کو برا بھلا کہو گے اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم اپنی خیریت کا ایک عدد خط فوراً ارسال کر دو۔

تمہارے ساتھ ہی مونس بھی گئے تھے اس کا خط آگیا ہے بڑے مزے کا لکھا ہے سنا ہے ایک پاکستانی انگریز بھی تمہارا ہم سفر تھا۔ پاکستانی انگریز سے میری مراد یہ ہے کہ وہ صاحب تھے تو پاکستانی لیکن اپنے عادات اطوار اور اٹھنے بیٹھنے کے انداز میں اتنے مغرب زدہ تھے کہ اپنے تئیں پاکستانی کہلانا بھی اپنی بے عزتی سمجھتے تھے۔ معلوم ہوا ہے کہ تم نے اسے خوب خوب ہی بنایا۔ تم نے اس سے بے تکلف ہو کر کیسی اچھی خبر لی ہے! مزہ آگیا۔ مونس کے خط کا مذکورۂ بالا حصہ پڑھتا ہوں اور ہنستا ہوں تم بھی اپنی باتیں پڑھ کر ہنس لو مونس لکھتا ہے:

"جہاز میں میرے ساتھ ایک پاکستانی انگریز بھی ہم سفر تھا۔ اقبال اس سے بہت جلد بے تکلف ہو گیا کہ ایک بار تو اقبال نے غضب ہی کر دیا ان پاکستانی انگریز سے کہنے لگا جناب آپ کو دیکھ کر مجھے اکبر الہ آبادی کا ایک شعر یاد آرہا ہے اگر اجازت ہو تو سناؤں؟۔ ان صاحب نے اجازت دے دی اقبال نے لہک لہک کر بالکل شاعرانہ انداز میں وہ شعر سنا دیا"

ہوئے اس قدر مہذب کبھی گھر کا منہ نہ دیکھا ٭ کٹی عمر ہوٹلوں میں مرے اسپتال جا کر

وہ صاحب شعر سن کر بہت خوش ہوئے اور دریافت فرمایا کہ مسٹر! یہ اکبر الہ آبادی رہنے والے کہاں کے تھے؟ اقبال نے ہنسی کو ہونٹوں میں داب لیا اور جواب دیا کہ الہ آباد کے۔ یہ نام کے ساتھ الہ آبادی لگا جو ہے۔ ان پاکستانی انگریز کی دلیری ملاحظہ فرمائیے ذرا بھی نہ شرمائے۔ سن کر فرمانے لگے "میں الہ آبادی کو تخلص سمجھا تھا"۔

کہو، تمہیں اپنی ہی بات پر ہنسی آئی یا نہیں؟۔ مونس کو سلام علیک عرض کر دو اور جواب فوراً روانہ کرو۔

تمہارا دوست

عرفان علی بلگرامی

مضمون نگاری

ہر مضمون تین حصوں میں تقسیم ہوتا ہے، ۱۔ ابتدا یا تمہید۔ ۲۔ درمیانی حصہ اور ۳۔ انتہا یا خاتمہ۔ تمہید کے لئے ایک چھوٹا سا علیحدہ پیراگراف لکھنا ہوتا ہے۔ کبھی تو ایک جملہ ہی کافی ہوتا ہے اور اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ پڑھنے والے کی توجہ مضمون کی طرف ہو جائے۔ اس لئے تمہید کو بہت دلچسپ بنانے کی کوشش کرنا چاہیئے۔

درمیان کا حصہ مضمون کا خاص ہوتا ہے اس میں کئی پیراگراف ہوں گے اور وہ تمام باتیں جو مضمون میں لکھی جائیں گی اسی حصہ میں ترتیب کے ساتھ لکھی جاتی ہیں۔

خاتمے کے لئے ایک علیحدہ پیراگراف کی ضرورت ہوتی ہے۔ کبھی کبھی یہ خاتمہ ایک جملہ ہی میں ہو جاتا ہے اور یہ اس طرح لکھا جانا چاہیئے۔ پڑھنے والے کو یہ معلوم ہو جائے کہ مضمون ختم ہو گیا ہے۔

تحریر کا ڈھنگ سادہ۔ الفاظ آسان اور جملوں میں رابطہ ہونا چاہیئے بازاری بول چال نہیں لکھنا چاہیئے۔ جملے لمبے اور پیچیدہ نہیں ہونا چاہئیں۔ زبان وہ لکھو جو لکھنے پڑھنے میں استعمال کی جاتی ہو۔ اپنے مضمون میں ہمیشہ ایسی باتیں لکھو جن کی سچائی پر تمہیں یقین ہو۔ شبہ کی بات اگر لکھنا ہی پڑ جائے تو اس طرح لکھو کہ پڑھنے والے کو بھی اس شک اور شبہ کا علم ہو جائے مثالیں اور تشریحیں عقل کے مطابق

ہونا چاہئیں۔ خیالات کے اظہار میں ترتیب کا خیال رکھو۔ جدا جدا خیالات کو الگ الگ پیراگراف میں لکھنا چاہئے اور لکھنے سے پہلے مضمون کے خاکے اور اس کی تفصیلات پر خوب اچھی طرح غور کر لو۔ مثال کے طور پر مندرجہ ذیل مضامین کو نہایت غور سے پڑھو۔

○

چیونٹی

خاکہ : تمہید ۔ نہایت عجیب و غریب

کام : نہایت محنتی اور جفاکش ۔ اپنے سے بیس گُنا زیادہ بوجھ کھینچ لے جاتی ہے ۔ ہمت نہیں ہارتی ۔

فائدے: کوڑا کرکٹ صاف کرتی ہے جس سے انسان بیماریوں سے بچتے ہیں ۔

نقصانات : میٹھی چیزوں کو خراب کرتی ہے ۔ احتیاط ضروری ہے ۔

عقل اور سوجھ بوجھ: نہایت سمجھدار اور عقلمند ۔ رہنے سہنے کا طریقہ ۔

خاتمہ : انسان کے لئے سبق

مضمون :

ہزارہا کیڑے مکوڑوں میں سب سے زیادہ عجیب و غریب چیونٹی ہوتی ہے جسمانی اعتبار سے یہ اتنی چھوٹی ہوتی ہے کہ مٹھی میں ہزاروں کی تعداد میں آجائیں لیکن اپنے اس ننھے منے جسم کے باوجود محنتی اور جفاکش ایسی ہوتی ہے کہ شاید ہی کوئی دوسری

چیز اس کا مقابلہ کر سکے۔ دن ہو یا رات۔ روشنی ہو یا اندھیرا، ہر وقت کام پر تیار رہتی ہے خدا کی شان کہ اتنی سی جان اور اس پر یہ ہمّت، کہتے ہیں کہ یہ اپنے سے بیس گنا زیادہ بوجھ کھینچ لے جاتی ہے مستقل مزاجی ایسی کہ کبھی ہمت نہیں ہارتی۔ کتنا ہی بھاری بوجھ ہو جب تک اسے اپنے بل تک کھینچ نہ لے جائے گی، اپنی کوشش سے باز نہ آئیگی

چیونٹی انسان کے لئے نہایت کارآمد چیز ہے۔ یہ ہمیں بہت سی بیماریوں سے بچاتی ہے اور غذا کے وہ ریزے جو زمین پر گر جاتے ہیں یہ انہیں فوراً اپنے بل میں اُٹھا لے جاتی ہے اور کھا کر چٹ کر جاتی ہے۔ یہ ریزے اگر صاف نہ کئے جائیں تو سڑ کر بدبو پیدا کر دیں اور ان سے کئی بیماریوں کے ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے قدرت نے اسے خاص طور پر صفائی کے لئے ہی پیدا کیا ہے۔ جہاں کوئی کیڑا مکوڑا مرا اور چیونٹیاں اس سے لپٹیں اور آن کی آن میں لیکر رفوچکر ہو جاتی ہیں۔ رات کو بیسیوں پتنگے شمع کے گرد جل کر مرتے ہیں لیکن صبح سوائے چند پروں کے ان کا وجود تک نہیں ملتا اور یہ چیونٹیوں ہی کی محنت کا نتیجہ ہوتا ہے۔

یہی چیونٹیاں کبھی کبھی نقصان اور تکلیف کا باعث بھی بن جاتی ہیں۔ کھانے کی بہت سی چیزیں خراب کر دیتی ہیں میٹھی چیزوں کی تو یہ خاص کر عاشق ہوتی ہیں اس پر مصیبت یہ، کہ یہ ہر جگہ پہنچ جاتی ہیں۔ میٹھی چیز کہیں بھی چھپا کر رکھدو وہاں یہ پہنچ جائیں گی۔ اس میں سے کچھ تو کھا جائیں گی اور جو کچھ بچے گا اس میں سینکڑوں مری ہوئی ملیں گی۔ اگر ایمانداری سے دیکھا جائے تو اس میں بھی آدمی ہی کا قصور ہوتا ہے اگر یہ اپنی چیزیں احتیاط سے رکھے اور برتنوں کے منہ کو اچھی طرح بند کر کے رکھا جائے تو چیونٹیاں وہاں تک پہنچ کر چیزیں خراب نہ کر سکیں گی۔

چیونٹی جہاں اپنی محنت اور جفاکشی کے لئے مشہور ہے وہیں اپنی دانائی اور سمجھداری
میں بھی دوسرے کیڑے مکوڑوں میں سب سے زیادہ شہرت رکھتی ہے۔ یہ اپنے رہنے کی
جگہ نہایت ہوشیاری اور صفائی سے بناتی ہیں۔ یہ اپنی جماعت کو کئی گروہوں میں تقسیم
کرتی ہیں۔ ایک گروہ کا کام لڑنا بھڑنا اور آبادی کی حفاظت کرنا ہوتا ہے۔ دوسرے
گروہ کا کام سامان فراہم کرنا اور لانا لے جانا ہوتا ہے۔ معلومات حاصل کرنیوالوں نے
یہ بھی معلوم کرلیا ہے کہ چیونٹیوں کی کچھ قسمیں ایسی ہوتی ہیں جو دوسری چیونٹیوں کو غلام
بناکر رکھتی ہیں اور ان سے اپنی خدمت کا کام لیتی ہیں۔ کچھ قسمیں ایسے کیڑوں کو رکھتی ہیں
جن سے انہیں دودھ ملتا ہے۔ آنیوالے دنوں کی فکر کرنا اور کل کے لئے سوچنا بھی اس کی
قابل تعریف خوبی ہے۔ یہ جو غذا حاصل کرتی ہے اس کا کچھ حصہ علیٰحدہ جمع رکھتی ہے تاکہ اگر کبھی
غذا حاصل نہ ہوسکے تو یہ اطمینان کے ساتھ اس سے گزر بسر کرسکے۔

چیونٹی کی زندگی سے انسان بہت کچھ سبق حاصل کرسکتا ہے۔ جب یہ ادنیٰ سی
مخلوق اتنی محنت اور عقلمندی سے کام لیتی ہے تو انسان جو اشرف المخلوقات کہلاتا ہے
کیا کچھ نہیں کرسکتا۔

○

بطخ

جسم کی بناوٹ: ٹانگیں چھوٹی چھوٹی مضبوط۔ پنجہ چھوٹا انگوٹھا پیچھے کی طرف
لمبی لمبی تین انگلیاں آگے کی طرف۔ ان کے درمیان جڑی ہوئی پتلی
جھلی۔ پنجہ کی شکل چپو جیسی۔

تیرتے وقت کی کیفیت: گردن پانی سے باہر رہتی ہے۔ چپو نما پنجوں سے پانی کی موجوں کو
کاٹکر آگے بڑھنا۔ تیرتے ہوئے اپنی سخت چونچ سے مچھلیوں کا پکڑنا
وغیرہ۔ اپنے پروں کو بھیگنے سے محفوظ رکھتی ہے اور پانی کی ٹھنڈک
سے بھی بچائے رکھتی ہے۔

تیرنے والے اور ڈبکیاں لگانے والے پرندوں کی قسم کو کیا
کہتے ہیں؟ "تیراک"

بطخ کا جسم کشتی جیسا ہوتا ہے۔ ٹانگیں چھوٹی چھوٹی اور مضبوط ہوتی ہیں۔ پنجہ
میں ایک چھوٹا انگوٹھا پیچھے کی طرف اور لمبی لمبی تین انگلیاں آگے کی طرف ہوتی ہیں ان کے
درمیان پتلی جھلی ہوتی ہے جس سے یہ سب جُڑی رہتی ہیں اور پنجہ کی شکل چپو جیسی بن
جاتی ہے۔

پانی میں تیرتے وقت بطخ اپنے روئیں دار پروں میں ہوا بھر لیتی ہے اس لئے
اس کا جسم پانی سے ہلکا ہوکر سطح پر قائم رکھتا ہے۔ پھر یہ اپنی ٹانگیں پیچھے کی طرف
سیدھی پھیلا کر چپو نما پنجوں سے موجوں کو کاٹتی ہوئی آگے بڑھتی ہے چھوٹی سی دُم سائیکل
کے پینڈل کی طرح گھماکر جس طرف چاہے مُڑجاتی ہے۔

تیرتے وقت اس کی لمبی گردن پانی سے اُوپر اُٹھی رہتی ہے۔ اس کی چونچ لمبی،
چپٹی اور آگے سے گول ہوتی ہے۔ اس کے دونوں پھل سخت اور مضبوط ہوتے ہیں۔ ان کے
بیچ میں جو چیز پھنس جائے پھر نہیں نکل سکتی۔ اس لئے تو پانی میں گردن ڈال کر مچھلی پکڑ
لیتی ہے۔ اکثر کیچڑ میں چونچ ڈال کر یہ پچ پچ کیا کرتی ہے۔ پھر جو چونچ باہر نکالتی ہے
تو وہ کیڑوں سے بھری ہوتی ہے۔

اس کے نتھنوں پر نرم کھال کی ایک گانٹھ سی ابھری نظر آتی ہے جو بڑی حساس ہوتی
ہے۔ یہ اسی کے ذریعے کیچڑ میں ٹٹول کر کیڑے پہچانتی ہے۔ چونچ کے دونوں طرف کنارون
کے اطراف چھلنی جیسے سوراخ ہوتے ہیں جس میں سے کیچڑ اور پانی باہر نکل جاتا ہے اور شکار
اندر ہی رہ جاتا ہے اس کے علاوہ دریائی گھاس اور پتے بھی توڑ توڑ کر کھا سکتی ہے۔
یہ پانی کے اندر تیرنے اور ڈبکی لگانے میں بہت ماہر ہوتی ہے اور اس میں کمال کی
بات یہ ہے کہ اس کے پر بالکل نہیں بھیگتے۔ اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔ بات یہ ہے
کہ اس کی دُم پر ایک گٹھی ہوتی ہے جس میں روغن بھرا ہوتا ہے اس کا تیل اپنی چونچ سے
دبا کر نکالتی ہے اور پروں پر کنگھی کر کے اس سے سارا جسم چکنا کر لیتی ہے اس ترکیب سے اس کے
سارے پر پانی میں بھیگنے سے محفوظ رہتے ہیں اس کے علاوہ جلد پر لگی ہوئی یہ چربی بطخ
کے جسم کو پانی کی ٹھنڈک سے بھی بچاتی ہے اور وہ گھنٹوں پانی میں کھیلیں کرتی رہتی ہے۔
ایسے تمام پرند جو پانی میں تیرتے اور ڈبکیاں لگاتے ہیں "تیراک" کہلاتے ہیں۔

○

مُرغابی

مرغابی بطخ سے چھوٹی ہوتی ہے لیکن شکل میں اس سے ملتی جلتی ہوتی ہے جسم
پر سیاہ اور سفید رنگ کے گہرے اور گردن سبز رنگ کی ہوتی ہے۔ یہ جاڑوں میں اکثر
تالابوں پر جھنڈ کے جھنڈ نظر آتی ہیں۔ یہ خطرہ دیکھتے ہی پانی میں کود پڑتی ہے اور اندر
ہی اندر غوطہ مار کر کئی کئی میل تک چلی جاتی ہے۔ یہ اگرچہ مچھلی کی طرح گلپھڑوں سے
سانس نہیں لیتی لیکن پھیپھڑوں کی ہوا روک کر اتنی دیر تک دم سادھے رہنا کمال کی

بات ہے۔ اس لئے اس کو غوطہ خور کشتی سے تشبیہ دے سکتے ہیں۔
مرغابیاں جھنڈ میں اُڑتی جھنڈ میں سوتی اور جھنڈ ہی میں رہتی ہیں۔ پانی کے
کنارے جھاڑیوں میں گھونسلے بناتی ہیں۔ ان کی مادہ سبز رنگ کے دس انڈے دیتی ہے
بچے نکلتے ہی پانی میں کود پڑتے ہیں اور اُڑنا بعد میں سیکھتے ہیں۔ جاڑا گزار کر گرمیوں کے
آتے ہی ٹھنڈے ملکوں میں چلے جاتے ہیں۔

○

شہد کی مکھیاں

شہد کی مکھیوں کا شمار بھی سمجھدار اور محنتی کیڑے مکوڑوں میں ہوتا ہے۔ اس کے
چھتے کو دیکھو کیسی کاریگری سے بناتی ہے اس میں دس ہزار سے لیکر پچاس ہزار تک
مکھیاں رہ سکتی ہیں۔ ان کی بناوٹ غور کرنے سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ موم کا بنا ہوا ہوتا ہے،
ہر خانہ چھ ضلعوں کا ہوتا ہے جو اندر سے کافی لمبا اور کشادہ ہوتا ہے، ان خانوں میں شہد
اور زیرے کا ذخیرہ۔ بچوں کی کوٹھریاں اور ملکہ مکھی کا محل ہوتا ہے اور یہ کتنی عجیب بات
ہے کہ یہ چھوٹے چھوٹے کیڑے آپس میں اس طرح مل جل کر رہتے ہیں کہ سب ایک خاندان
اور ایک قبیلہ معلوم ہوتے ہیں۔ اس قبیلہ کا انتظام اتنا اچھا اور خاندان کے افراد
قانون کے اتنے پابند ہوتے ہیں کہ اس معاملہ میں انسان ان کی برابری نہیں کر سکتا۔
ایک چھتہ میں تین قسم کی مکھیاں پائی جاتی ہیں:۔

۱۔ نکھٹو۔ نر ذات کی مکھیاں کوئی کام نہیں کرتیں۔ یہ دوسری مکھیوں کے
مقابلہ میں گنی چنی، قد میں بڑی اور بے ڈنک کی ہوتی ہیں۔

۲- ملکہ مکھی ۔ پورے چھتے کی یہ ایک مکھی دس پندرہ ہزار مکھیوں کی ماں ہوتی ہے ۔ اس کا کام صرف انڈے دینا ہوتا ہے ۔ اس کا پیٹ تمام مکھیوں سے بڑا ، ڈنک زہریلا اور پر بڑے مضبوط ہوتے ہیں ۔ یہ چھتے سے اتفاقیہ ہی کبھی نکلتی ہے ۔

۳- کام کرنے والی مکھیاں ۔ پورا چھتہ کام والی مکھیوں سے آباد رہتا ہے ، یہ مادہ ہوتی ہیں لیکن انڈے نہیں دے سکتیں ۔ اپنی پوری زندگی چھتے کی خدمت اور بچوں کی آیا گیری میں گزار دیتی ہیں اور یہی مکھیاں اس آبادی کی حاکم ، مزدور ، روزی دینے والی ۔ قاضی ۔ پولیس اور مہترانی کے کام انجام دیتی ہیں ۔ چھتے میں صفائی کا بہت خیال رکھا جاتا ہے کیا مجال جو کہیں گرد کا ذرّہ یا میلی مکھی داخل تو ہو جائے ۔ سپاہی مکھیاں اس میلی مکھی کو فوراً ڈنک مار کر ہلاک کر دیتی ہیں ۔ گرد جھاڑنے کے لئے مہترانیاں موجود رہتی ہیں جو اپنے پروں سے چھتے کی صفائی رکھتی ہیں ۔

بہار کے موسم میں جس قدر شہد جمع ہوتا ہے اس کو ہوا بند خانوں میں محفوظ کر دیا جاتا ہے ۔ جب سردی کا موسم شروع ہو جاتا ہے تو چھتے کا سب کام بند ہو جاتا ہے ، چھتے کے نکھٹو ہلاک کر دئیے جاتے ہیں ۔ کام والی مکھیاں ملکہ مکھی کو بیچ میں لے کر ایک دوسرے سے چمٹ کر بیٹھ جاتی ہیں اور جمع کیا ہوا شہد اس زمانے میں کھاتی ہیں اور بہار کے موسم کا بے چینی سے انتظار کرتی ہیں ۔

دیکھو ! یہ مکھیاں انسانوں کے مقابلہ میں کتنی ہوشیار ، محنتی اور اپنے قانون کی پابند ہوتی ہیں اس کے علاوہ ان کا جمع کیا ہوا شہد ہماری غذا بنتا ہے ۔ چھتے کے موم سے بتیاں اور کھلونے تیار ہوتے ہیں ۔ اس لئے بہت سے ملکوں میں مکھیاں پالنے کا رواج ہے ۔

گھریلو مکھیاں

گھریلو مکھیوں کا شمار خطرناک کیڑوں میں ہوتا ہے ۔ اس میں غور کرنے کی مندرجہ ذیل باتیں ہوتی ہے :-

۱۔ ٹانگوں کے بال ۲۔ پاؤں کی گدیاں
۳۔ پر اور ٹانگوں کی تعداد ۴۔ سونڈ کی شکل
۵۔ مرکب آنکھیں اور ۶۔ شکر کھانے کا طریقہ ۔

ان مکھیوں کے ڈنک نہیں ہوتے نہ کاٹنے والے جبڑے ہوتے ہیں پھر بھی اس سے زیادہ خوفناک کوئی کیڑا نہیں ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ گندی اور غلیظ جگہوں پر رہتی ہے جس سے اس کی ٹانگوں کے بالوں میں گندگی بھر جاتی ہے ۔ اس گندگی میں ہیضہ ، پیچش اور میعادی بخار کے جراثیم ہوتے ہیں وہی ہمارے کھانے پر چھوٹ جاتی ہے اور اس طرح ان بیماریوں کے جراثیم پیٹ میں پہنچ کر ہزاروں آدمیوں کو مار دیتے ہیں ۔

اسی طرح جب مکھی شکر پر بیٹھتی ہے تو یہ اپنے دونوں سونڈ کی شکل کے ملے ہوئے ہونٹوں کو شکر پر رکھ کر قے کر دیتی ہے اور اس کی نمی سے جو شکر گھل جاتی ہے اس کو چوس کر اڑ جاتی ہے ۔ اور ایک شکر ہی پر کیا موقوف ہے اسی طرح ہر چیز یہ اپنے پیٹ کی رطوبت میں گھولنے کے بعد ہی کھا سکتی ہے ۔ اسی لئے ہمیں اپنا کھانا کھلا ہوا نہیں چھوڑنا چاہئے ۔

گندگی پھیلانے کا ایک اور طریقہ بھی اس مکھی کے پاس ہوتا ہے ۔ یہ اپنے

انڈے گوبر، کھاد اور گھورے پر دیتی ہے لیکن سڑے گلے پھلوں اور ترکاری کے سوراخوں میں بھی دے آتی ہے اور جب ان چیزوں کو آدمی کھاتے ہیں تو خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

کھانے کی چیزوں کے علاوہ یہ جس جگہ بیٹھتی ہے وہاں اپنا پاخانہ خارج کر دیتی ہے اور جب یہ جم کر خشک ہو جاتا ہے تو اس کی وجہ سے چمکدار چیزیں بھی کالی پڑ جاتی ہیں۔

اس لئے اس کو خطرناک ترین کیڑا سمجھا جاتا ہے۔ ہماری اکثر بیماریاں اس کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ اگر ہم خود بھی صاف ستھرے رہیں اور اپنی چیزوں کو بھی صاف ستھرا رکھیں اور اپنے ماحول کو مکھیوں کے وجود سے پاک کر دیں تو ہمیں بیسیوں بیماریوں کے خطرات سے پوری نجات مل جائیگی۔

مکڑی

تم نے کبھی نہ کبھی کسی مکڑی کو کسی مکھی یا مچھر کا شکار کرتے ہوئے ضرور دیکھا ہوگا۔ یہ بہت چالاک ہوتی ہے۔ جالا بنا کر مکھی، مچھر گویا دوسرے کیڑوں کو پھانس لیتی ہے اور پھر مزے میں ان کا رس پیتی ہے۔ اس کے اگلے جبڑے اس قدر زہریلے اور دھاردار ہوتے ہیں کہ ان سے شکار کو پکڑ کر مسمی یا سنگترے کے عرق کی طرح نچوڑ سکتی ہے۔ سر سینے کے حصے میں دو مفرد ہوتی ہیں جن سے یہ زیادہ دور تک نہیں دیکھ سکتی۔ ٹانگیں لمبی اور جوڑدار ہوتی ہیں

ان میں خاص بات یہ ہوتی ہے کہ ہر ٹانگ کے سرے پر دو یا تین دندانے دار ناخن لگے ہوتے ہیں جن کے بیچ میں جالے کے تار لیکر پھسلتی ہوئی چلتی ہے اس لئے خود اپنے جالے میں نہیں پھنستی۔ پیٹ کے حصہ میں دو ہوادان اور آخری حصے میں چھ گلٹیاں ہوتی ہیں۔ ان کے منہ چھلنی کی طرح سوراخدار ہوتے ہیں جن میں جالے کے تار نکلتے ہیں۔

یہ اپنا جالا بڑی حکمت سے تیار کرتی ہے۔ جالے کی گلٹیوں کے اندر پھرکیاں ہوتی ہیں۔ ان پھرکیوں کے چکر کھانے سے گیلے اور لیسدار تار باہر نکلتے ہیں۔ ان کو اپنی ٹانگوں میں پکڑ کر موڑتی، بل دیتی اور گھما پھرا کر جالا تیار کر لیتی ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے یہ ایک چوکور بناتی ہے اور پھر اس کے بیچ میں ایک کھڑا تار لگا کر چوکوروں میں تقسیم کر دیتی ہے۔ اس کے بعد بیچ کے تار کا مرکز دریافت کر کے اس کو اپنے جالے کا دُھرا بناتی ہے اور اس کے چاروں طرف پہیے کی تیلیوں کی طرح بیسوں نصف قطر گرا کر چوکوروں سے جوڑ دیتی ہے سب سے آخر میں دُھرے کے گرد چکر کے اندر چکر بنا کر تمام تیلیاں جوڑ دیتی ہے، لیجئے جالا تیار ہو گیا۔ یہ جالا اتنا نازک ہوتا ہے کہ ہوا کے جھونکے سے اڑ جانے کا ڈر رہتا ہے۔ یہ اُس کو اِس خطرے سے بچانے کے لئے دُھرے کے مقام سے ایک لمبا تار نیچے لٹکا کر کسی پتھر یا شاخ سے جوڑ دیتی ہے اس کے بعد ٹانگیں چیر کر بیٹھی رہتی ہے۔ جوں ہی کوئی کیڑا یا پتنگا جالے کے تار سے ٹکراتا ہے اس کو فوراً خبر ہو جاتی ہے۔ ایک ہی چھلانگ میں اس کے پاس پہنچ کر جالے کے نئے تاروں سے کس کر باندھ دیتی ہے شکار

تھوڑی دیر تک پھڑ پھڑاتا ہے اور پھر بے بس ہو جاتا ہے۔

یہ ایک عجیب بات ہوتی ہے کہ اس کی مادہ نر سے بڑی اور طاقتور ہوتی ہے چنانچہ بیوی اپنے میاں کو بھی ہڑپ کر جاتی ہے۔ تم نے اس کے انڈوں کی تھیلی دیوار کے کونوں میں چپکی ہوئی ضرور دیکھی ہوگی۔ یہ ریشم جیسی چیز اس کی تیار کی ہوئی ہوتی ہے کچھ دن بعد تھیلی پھاڑ کر بچے باہر نکل آتے ہیں

بانس

بانس کس نے نہ دیکھا ہوگا۔ مغربی اور مشرقی پاکستان کا شاید ہی کوئی ایسا آدمی ہوگا جس نے اسے نہ دیکھا ہو۔ اس کا درخت خوشنمائی میں جواب نہیں رکھتا لمبے لمبے تنے اس میں ہرے ہرے پتے، جس وقت یہ ہوا سے ہلتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہزاروں جھنڈے لہرا رہے ہیں۔

بانس بھی درحقیقت گھاس کی ایک قسم ہے۔ تنے اور پتے دونوں گھاس سے مشابہ ہوتے ہیں بس اتنا فرق ہوتا ہے کہ گھاس زمین سے ایک یا دو فٹ بلند ہوتی ہے اور بانس تیس چالیس فٹ تک بلند ہوتا ہے۔

اس کا پھول بہت کم لوگوں نے دیکھا ہوگا کیوں کہ یہ عمر بھر میں صرف ایک بار پھولتا ہے اور جب درخت میں پھول لگ جاتا ہے وہ بہت تھوڑے ہی عرصہ میں مرجھا جاتا ہے۔

بانس کی بہت سی قسمیں ہوتی ہیں بعض بانس اندر سے کھوکھلے ہوتے ہیں صرف گانٹھوں میں سوراخ نہیں ہوتا اور وہ ٹھوس ہوتے ہیں۔ اکثر نیچے سے

لیکر اوپر تک بالکل ٹھوس ہوتے ہیں۔ اسی طرح ان کی موٹائی اور لمبائی میں بھی فرق ہوتا ہے۔ بعض اتنے بلند ہوتے ہیں کہ بلند سے بلند مکان کے گرد ان کی باڑ بندھ سکتی ہے بعض صرف گز ڈیڑھ گز لمبے ہوتے ہیں۔ ایک بہت ہی پتلی قسم کا بانس ہوتا ہے جسے بانسی کہتے ہیں یہ بہت خوبصورت ہوتا ہے اسی بانس سے حقے کی نے بنتی ہے۔

اس کے فائدے اور استعمال کے طریقے بے شمار ہیں۔ پتیاں جانور بہت شوق سے کھاتے ہیں۔ اور تنوں کو انسان مختلف طریقوں سے کام میں لاتا ہے۔ مشرقی پاکستان میں اس سے مکانات اور آرائش کا سامان بنایا جاتا ہے۔ چارپائی کی پٹیاں بھی اس سے بنتی ہیں۔ اس کے چھلکوں سے میز، کرسیاں اور چلمنیں وغیرہ بنائی جاتی ہیں۔ ٹوکریاں بھی عموماً بانس کے چھلکوں ہی سے بنتی ہیں۔ کاغذ بنانے کے کام میں بھی آتا ہے۔ اس کے ریشوں کو کوٹ کوٹ کر نرم گودا سا بنا لیتے ہیں۔ اور پھر اس گودے کا کاغذ بنتا ہے۔

غرض کہ اس کا کوئی جزو بیکار نہیں اور صدہا طریقوں سے انسان اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

مضمون لکھئے

نیچے کچھ عنوانات اور ان کی بابت معلومات دی جا رہی ہیں
آپ ان کی مدد سے مضامین لکھئے :

قلم

کاغذ پر کس چیز سے لکھا جاتا ہے ؟ قلم کتنے قسم کا ہوتا ہے ؟ فاؤنٹن پن میں کتنے حصے ہوتے ہیں ؟ پہلے بانس، سینٹھے، نرکل یا بید مشک کے قلم سے لکھا جاتا تھا ۔ ہولڈر، اس میں لوہے کی نب ۔ پنسل اور بال پن، کیا یہ بھی قلم ہی سمجھے جائیں گے ؟ پہلے استاد پنسل یا فاؤنٹین پن سے لکھنے سے منع کیا کرتے تھے، کیوں منع کرتے تھے ؟ نب کی کتنی قسموں سے واقف ہو ؟ تمہیں کس قسم کا قلم یا نب پسند ہے ؟ قلم کے بے شمار فوائد ۔

کتاب

کتاب کی شکل ۔ کتنی بڑی ہوتی ہے ؟ کس طرح تیار ہوتی ہے ؟ لکھنے والے کو کیا کہتے ہیں ؟ لکھنے کے بعد پریس چھاپتا ہے ۔ چھاپنے والے کو پرنٹر اور شائع کرنیوالے کو پبلشر کہتے ہیں ۔ کتاب کی تیاری میں مصنف کے علاوہ اور کون کون شریک ہوتا ہے ؟ کاتب، کمپوزیٹر (ٹائپ کے حرفوں کو جوڑنیوالے) کاغذ والے، آرٹسٹ اور جلد ساز ۔ اگر کتابیں نہ ہوں تو کیا ہو ؟ کتاب کے فائدے ۔

گھوڑا

تمہید : نہایت شاندار

جسمانی کیفیت : ایال ۔ لہراتی ہوئی دُم ۔ ہموار پیٹ ۔ ٹانگیں بہت مضبوط کھُر سخت ۔ سخت زمین پر دوڑنے کے لئے موزوں ۔

استعمال : نہایت کار آمد ۔ جنگوں میں ۔ صلح میں ۔ سیر و تفریح میں ۔ گاڑیوں میں ۔ سفر میں ۔ زمین جوتنے میں ۔ شکار میں ۔ کھیل میں ۔

ذہین : بہت سمجھدار ۔ اشاروں پر کام کرنیوالا ۔ راستہ کبھی نہیں بھولتا ۔ مالک سے بہت محبت کرتا ہے ۔ وفادار ۔

وفاداری : اس پر ایک آدھ حکایت ۔

خاتمہ : ایسے جانور پر ظلم کرنا بہت زیادتی کی بات ہے ۔

بلّی

تمہید : ہر گھر میں دیکھی جاتی ہے ۔

جسمانی کیفیت : شیر سے مشابہ ۔ دوڑنے میں تیز ۔ درخت پر چڑھ سکتی ہے ۔ آنکھیں خاص طور پر اندھیرے میں دیکھنے کے لئے ۔

فائدہ : چوہے وغیرہ شکار کرتی ہے ۔

نقصان :

خاتمہ :

چاول

تمہید : اناج کی ایک قسم ۔ شکل میں جَو سے مشابہ ۔

کہاں پایا جاتا ہے : ایسے ملکوں میں جہاں پانی کثرت سے ہو اور گرمی بھی بہت پڑتی ہو ۔ مثلاً مشرقی پاکستان اور ہندوستان کے بعض حصّے ۔ برما وغیرہ میں ۔

کاشت کا طریقہ : دو طریقوں سے ۔ بلا ترتیب بونا ۔ قطاروں میں پودے لگانا ۔ دونوں طریقے رائج ہیں ۔

وقت : برسات میں ۔ کھیتوں میں پانی بھرا رہتا ہے ۔

دانہ : دھان کی بال کا چھلکے سے ڈھکا ہونا ۔ پتھروں سے رگڑ کر یا دوسرے طریقوں سے چھلکا دور کرنا ۔

استعمال : پتّیاں اور ڈنٹھل جانور کھاتے ہیں ۔ چاول انسان کی غذا مشرقی پاکستان کی خاص غذا ۔

خاتمہ : ایک قیمتی اناج ہے ۔

چائے

تمہید : چائے عام استعمال کی چیز ۔

چائے کا درخت : ۱۵ یا ۲۰ فٹ تک بلند ہو سکتا ہے لیکن عموماً چھ فٹ سے زیادہ بلند نہیں اُگائے جاتے ۔ اس لئے کہ اس کی پتّیاں

لمبی ہوتی ہیں ۔ لکڑی نہیں ۔

کہاں اُگتا ہے : مختلف آب و ہوا میں مگر گرمی اور بارش ضروری ہے ۔ مشرقی پاکستان سلہٹ اور دارجلنگ آسام میں ۔ چین، جاپان اور سیلون میں ۔

پتّیوں کا چُننا : تین فصلیں ۔ موسم بہار ۔ گرما اور خزاں ۔ بہترین فصل موسم بہار کی ہوتی ہے اور بدترین فصل خزاں میں ۔ صرف نئی پتّیاں چُنی جاتی ہیں ۔ پتّیاں چننے والے اکثر دستانے پہنے ہوتے ہیں ۔

چائے کا بنانا : مُرجھائی ہوئی پتّیاں آگ پر سُکھائی جاتی ہیں ۔ اس کے بعد کسی گرم توے پر بھونی جاتی ہیں ۔ اس کے بعد قابل استعمال ہوتی ہیں ۔

خاتمہ : چائے کا بہت زیادہ عادی ہونا کہاں تک مفید یا مضر ہے ۔ ؟

صابن

تمہید : روزمرّہ کے استعمال کی چیز ۔

خصوصیات : مختلف رنگوں میں ۔ مختلف خوشبوؤں میں ۔ ہاتھ میں رگڑنے سے پھین کا اٹھنا ۔

بنانے کا طریقہ : تیل ۔ سوڈا اور چربی کی آمیزش سے ۔ بڑے بڑے

کڑھائی میں پکاتے ہیں۔ پھر سانچوں میں ڈھالتے
ہیں۔ کڑھائی میں پکائی جانے والی چیزوں کے
مجموعے کو گھان کہتے ہیں۔

قسمیں : مختلف۔ دھوبیوں کے استعمال کا۔ ہاتھ منہ دھونے
کا۔ گھروں میں کپڑے دھونے کا۔ زخم دھونے
کا۔ خوشبودار۔ سادہ۔

استعمال : میل کو کاٹتا ہے۔ کپڑے دھوتے ہیں۔ نہانے کے
لئے۔

خاتمہ : پاکستان میں کثرت سے بنتا ہے۔ غیر ملکی کمپنیاں
بھی پاکستان ہی میں بناتی ہیں، اور گھر گھر استعمال
ہوتا ہے۔

سر سیّد احمد خان

نام : سید احمد خان

خطاب : سر پیدائش : دہلی ۱۸۱۷ء

ابتدائی حالات : بچپن میں والد کا انتقال۔ ماں نے پرورش کی اور
ابتدائی تعلیم بھی دی۔ فارسی اور عربی کا علم بہت زیادہ
تھا۔ عبرانی بھی سیکھی تھی۔

عملی زندگی : ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کی شکست کا دل
پر گہرا اثر۔ مسلمانوں کے ہارنے کا سبب؟ نئے علوم سے
ناواقفیت۔ سر سید قوم کو مغرب کے نئے علوم سکھا کر ان
کے مقابلے میں کھڑا کرنے کا تہیہ کر لیا تھا۔ مدرستہ العلوم
علیگڈھ کا قیام۔ تہذیب الاخلاق رسالہ جاری کیا۔ ہر
قسم کے مضامین لکھے۔ تاریخی۔ اصلاحی۔ مذہبی۔ سیاسی
فلسفیانہ اور تفسیری مضامین لکھے۔ اس کے علاوہ انہوں
نے آثار الصنادید نام کی کتاب لکھی۔ اس میں دہلی کی
قدیم عمارتوں اور تاریخی شخصیتوں کے حالات
درج ہیں۔

مسلمانوں کے ہمدرد تھے۔ مسلمانوں کی بھلائی

اور خدمت کے لئے زندگی وقف کر دی تھی ڈرتے
کسی سے بھی نہ تھے ۔ دوسری قوموں کی اچھائیاں
قبول کر لینے میں عار نہ سمجھتے تھے ۔

نئی انگریزی داں اور نئے علوم و فنون سے
آراستہ قوم اور قوم کے افراد ان کے ہمیشہ احسانمند
رہیں گے ۔

وفات : ۱۸۹۸ء ۔ پاکستان کی تشکیل اور قیام ۔ سر سید
تحریک کا روشن نتیجہ

قائداعظمؒ

پورا نام : محمد علی جناح ۔ عوام کا دیا ہوا لقب قائداعظم

پیدائش : ۲۵ دسمبر ۱۸۷۶ء بمقام کراچی

والد کا پیشہ : تجارت

تعلیم : ابتدائی تعلیم کراچی میں ۔ اس کے بعد لندن میں قانون کی
اعلیٰ تعلیم حاصل کی ۔

حالات اور عادت : محنت سے کام کرنا ۔ سچائی ۔ ذہانت ۔ تعلیم کے بعد بمبئی
میں وکالت ۔ ترقی ۔ کانگریس میں شامل ہونا ۔ مسلم لیگ
میں شامل ہونا ۔ پاکستان کا مطالبہ ۔ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء
میں پاکستان کا حاصل کر لینا ۔

وفات : ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء ۔ آخری دم تک کام کرتے رہے ۔

خاتمہ : ایسے بے لوث انسان صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں ۔
قائداعظم ہمارے محسن ہیں ۔

علّامہ سر محمّد اقبال

پیدائش : سیال کوٹ ۱۸۷۳ء

نام : محمّد اقبال

سرکاری خطاب : سر

قوم کا خطاب : حکیم الامّت

اہلِ علم کا دیا ہوا خطاب : علّامہ

تعلیم : ابتدائی تعلیم سیال کوٹ۔ اعلیٰ تعلیم لاہور۔ لندن اور جرمنی۔

حالات : ملّی شاعر۔ اردو اور فارسی میں شاعری کی۔ اسلام سے بہت محبت تھی۔ مسلمانوں کے روشن مستقبل کے خواہشمند تھے۔ پاکستان کا تصوّر پیش کیا۔

تصانیف : اردو تصانیف بانگِ درا۔ ضرب کلیم۔ بال جبریل اور ارمغان حجاز۔ آخری مجموعہ کلام ارمغان حجاز میں زیادہ تر فارسی کلام ہے۔ آخر میں کچھ اردو کلام ہے کلام میں جوش۔ اسلامی درد اور فلسفیانہ خیالات پائے جاتے ہیں۔

وفات : ۲۱ر اپریل ۱۹۳۸ء

ان کے کلام سے لوگ ہمیشہ فائدے اٹھاتے رہیں گے۔

ان کی شاعری نے قوم میں زندگی کی لہر دوڑا دی۔

اقبال ایک فلسفی شاعر، مصلح اور بہت بڑے قانون داں تھے۔